

اللّٰهُمَّ إِنِّي أُوْلَٰئِكَ لَأَقْرَبُكُمْ عَلَيْهِمْ مِّنْهُمْ بِحُبِّكَ اللّٰهُمَّ ابْرُكْ

سوانح حیات امام الطریفیتہ

السید عبدالباری شاہ

شیخ الطریفیۃ الحلّج الحافظ حامد بن العلوی رحمۃ اللہ علیہ

مُرّتبہ

حضر مرسد ولانا محمد سعید خان حثّۃ رحمۃ اللہ علیہ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْذُرُكُمْ مَا تَعْمَلُونَ
إِنَّ اللَّهَ لِأَعْلَمُ بِمَا يَعْلَمُ

سوارخ حیات امام الطریف

السید عبدالبرئ شاہ
عبدالبرئ شاہ

عن

تحف الطریفیه الحکیم الحافظ حامد حسن العلوی رحمہم اللہ علیہ

مرتبہ

حضرت مرشد و مولانا محمد سعید خاں حبیث رحمہم اللہ علیہ

ترتیب

قرآن شریف کی تعلیم حاصل کرنا ۱۶	پیش لفظ ۶
ریوے میں طازت ۱۸	تمسید ۱۰
شادی ۱۸	خاندان ۱۲
ایک خواب ۱۸	پیدائش ۱۲
طازت سے استغفاری ۱۹	بچپن کا زمانہ ۱۳
پیغمبر کی شکایت ۱۹	والدہ اجد کا انتقال ۱۳
محبت الہی کا غلبہ ۲۰	بالگھری سے بھلی مقفل ہونا ۱۴
مرشد کی تلاش ۲۰	انیمیٹ و حزنا ۱۵
مروجہ پری مردی سے تربہ ۲۱	بیتل میں سکونت اختیار کرنا ۱۶
چشتیہ سے میں بیعت اور تعلیم ۲۱	بچپن کا ایک واقعہ ۱۶
ذکر میں خود جو شفولیت ۲۲	اسکول میں داخلہ ۱۶
حضرت خواجہ معین الدین شمسی سے ملاقات ۲۳	بیل چانا ۱۶

- ابتکار کا زمانہ ۲۳
ولایت کا درجہ بنا ۲۴
حضرت مولانا غلام سلیمانیؒ سے ملاقات ۲۶
ابودھیا میں تشریف آوری ۲۹
حضرت مولانا غلام سلیمانیؒ سے ملاقات ۲۹
محمد یوسف سلیمانیؒ کی تعلیم پا ۳۰
حضرت محمد صاحب سے ملاقات ۳۰
ایک صاحب مزار سے توجہ ۳۰
حضرت بُرسے پر صاحب خلافت پا ۳۱
حضرت مرشدنا کو خلافت عطا کرنا ۳۲
حیدر شریف ۳۲
سادگی ۳۲
تواضع و حاکمی ۳۳
قطب مار سے تعلیم پا ۳۳
قطب مار کا درجہ بنا ۳۳
کوہنده میں تشریف آوری ۳۴
حضرت مرشدنا پر نظر عنایت ۳۵
متولیین کی ندائیت ۳۶
جدب کی نیتیت ۳۶
جلال پور کے دو فلانی ۳۶

- ارشادات ۵۸
مردین کے اسامی گرامی ۵۸
کلمات طیبات ۶۰
سلسلہ کا تعارف ۶۲
کانزاس ۵۳
بیت کی رسم و فرم کرنے کی کوشش ۵۴
وصایا شریف ۶۳
پیغام علی ۶۶
چند مکاتیب گرامی حضرت مرشدنا و مولانا
محمد سید خاں صاحب بنام ملک انقلاب اخون
صاحب ۶۹
کشف و انتشار ۵۰
تصوف کی قوت ۵۱
کرامت ۵۲
کانزاس ۵۳
حافظ علم ہر دن ۵۴
قطب ارشاد ہر دن ۵۵
حضرت بُرسے پر صاحب اور ۵۶
حضرت سید صاحب ۵۶
سلسلہ تبلیغ و اشاعت ۵۷

نماز کے اتفاقات میں ایسی ساعتیں پیدا کیں کہ اگر ان ان کو پائے اور فائدہ اٹھاتے
تر عروج کے اعلیٰ مدرج حاصل کرے، اسی طرح بزرگ نے میں ایسے بالکل نصیر قدمی
کمی پیدا کیئے جوان سے ملے اور ان کی تعلیمات سے بہر انفعز ہو، تقریب کے بلند
مقام پر پہنچے۔

ابروادو مر و خوشیدہ و لک در کارند

آتونانے بکفت آری و بغلت خودی

دینا انسداد بگاہوارہ ہے۔ اس میں رسیدن بدلتی اور رسیدن اجگر ہتھی رہتی
ہیں لیکن جس طرح بادلوں کا ہجوم ایک سمجھدار کو سُرخج کے وجود سے منکر نہیں بن سکتا
اور سیلاں بی خلقت کہہ آئندہ روشی سے ماں وس نہیں کر سکتا تھیک اسی طرح علم
کی سیل و نہار کی تبدیلیاں، بے دینی اور وادہ پرستی کا ظاہری عروج روشن روشن کو
توڑا ہی کے ٹھرٹھے سے خالق وہ انسان نہیں کر سکتا، کشاکش حقیقت کی وسیل
ہے اور یہی ایمانی سرملے کی خناقلت کا وقت ہے، بادلوں کی کل اور گھساوں
کی کثرت ایک ہوشیار کسان کو ڈلاتی اور ماں وس نہیں کرتی بلکہ ایسے وقت
میں وہ اپنے مخنوظ بیجوں کے تو نئے اور الاؤشوں سے پاک کرنے میں لگ جاتا ہے
کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ رحمت کے نزول کا وقت قریب ہے اور اگر موقوع سے فائدہ
حاصل نہیں کیا گیا تو وقت ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اسی طرح انسداد کے دور میں
دولوں میں ماہریاں، اعمال میں ضعف، خیالوں میں پستی اور قیمیں میں تمذبب پیدا ہئے

پیش لفظ

احمد بن عبد العالیٰ والصلوٰۃ والسلام علی رسلہ سیدنا محمد المصطفیٰ علیہ
واصحابہ و اتباعہ اجمعین الی یوم الدین، اما بعد اسے جل شاش کی عنایتوں کا شکرانان کی
طاقت سے باہر ہے، اس کی صربا نیاں بے شماریں، اس نے عالم کو عدم سے وجود
میں کیا اور خلق کی خوبصوریات و حاجات کا خود تکفیل بنا، و ماحلقت احسان والا انس
میں حقیقت خلقت اور کنٹ کنٹ ایں غایت و جزو کو ظاہر فرمایا نیز جہاں دینی تضییباً
کو پورا کرنے کے لیے شعر انسانی میں ایسی طاقت بخشی کر دیں اور انسان کی نعمتوں سے
اپنا زندگی کے راحت و آرام کاسامان مہیا کرے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اپنے
فضل و کرم سے روحانی کریدا اور باطنی تسلیم و اطمینان کے ذرائع بھی پیدا کیے۔ اور
و ماحلقت اپنی و انسانی الائیت بعدهاں (ترجمہ) اور میں نے جتنی و انس کو صرف اس لیے
پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

۲۔ کنٹ کنٹ اخنفیا فاجہت اُن اعوف فخلقت اخلاق (ترجمہ) میں ایک مخفی خزانہ تھا ہیں
چاہا کہ لوگ مجھے جائیں۔ اس لیے مخلوق کو پیدا کیا۔

اُر وَلِيَعْلَمُ أَنَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَحَدَّ مِنْكُمْ شَهَادَةُ اللَّهِ لَا
يُحِبُّ الظَّالِمِينَ وَلِيُمَحَّصَّ أَنَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَعْلَمُ الْكَافِرُونَ
كَمَا سُقِعَ الْمَاءُ هُنَّ اسْلَمُوا إِذْ هُنَّ مُصْحَّحُوا فَإِذَا رَأَوْلُ اُور
مُخْلِصٌ بِاُدَيْوَلَ كَمَطْرِقٍ كَوَاضِيَّا كَرِيْنَ .

اَنْشَاءَ اللَّهِ الْغَرِيزِ خَدَا اپنا وعدہ پُورا کرے گا اور زمین و آسمان کا مالک حصی عزت و
رفعت عطا فرمائے گا بستید عبد الباری شاہ رحمۃ الرَّحْمَنِ علیہ الْحَسْنَی وَ السَّلَامَی کا ذکر کرو
اسی عرض کے تحت لکھا جا رہے ہیں کہ اس ضعف کے زمانے میں آپ کے احوال بعثت
نقویت ہوں، لوگ وقت کو غنیمت سمجھیں اور اس کو صحیح مصرف میں لگائیں۔
وَمَا عَلِيْسَا الْأَلَا الْبَلَاغُ

مرتب

لہ اور ضرور خالص کرے گا اللہ مومنوں کو اور تم میں سے شہید بنائے گا اور اشد خالموں کو پسند
نہیں کرتا اور ضرور خالص کرے گا اللہ مومنوں کو اور شما میں سے کافروں کو۔

کے بجائے سپتیگی، استحکام اور استقلال آنا چاہیے۔ یہ تاریکی سہیش کے لیے نہیں بلکہ
دُور ہونے کے لیے اور یہ سامان سہنسے کے لیے نہیں بلکہ صٹ جانے کے لیے نہیں لیے
وقت میں ایمان کو تو نہ اور الائشوں سے پاک کرنے کے بجائے خود کو مظلوم و مغلوب
سمجھنا بہت اور ایمان کا تھا ضاہیں۔

حق کی تلاش ٹرھنے والی بچہ بڑھ رہی ہے، نا ایسیدی کا تختیل کیسا؟ تلاش
کو پورا کرنے کے لیے حق کے عذر دار سامنے آئیں، شیطانی پکار ملکوتی روحوں کو رکھتے
نہیں کر سکتی اور باطل کی لاکار حق کے شید ایتوں کو نا ایسید نہیں بنا سکتی، دنیا میں حق
آیا، پلا طرحا اور آئندہ چھیلے گا اور طرھے گا۔ اس لیے تذکیرہ اخلاص اور ایمان کی روشنی
کی طرف ٹرھنے میں تیری کرنی چاہیے، پاک بازوں کے ذکر کے، ان کی مقبولیت کے
آثار اور مضیات پر لگے رہنے کے احوال اس سیدان میں تقویت کا باعث ہوں گے
زمان کو کوئے کے بجائے حکومت پر عز کرنا چاہیے اور شلوباش کے انجام سخیر خواہ بڑا
پر تھیں رکھنا۔

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنَّ مِتَّرَكُوا نَ يَقُولُوا أَمْتَأْ وَهُمْ لَا يَقْتَنُونَ
کے ظہور کے سامان پیدا ہونا وَذُلِّلُوا وَاحْتَى يَقُولُ الرَّسُولُ کے ظاہرے

۱۔ کیا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ وہ صوف "آمَتْ" کہنے پر چھڑ دیے جائیں گے اور ادا شیں
ذُلِّلُوا جائیں گے۔

۲۔ اور تھر تھر اٹھے بیان مک رسول کہنے لگے (اللہ کی مد کب ہو گی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خَمْدَةٌ وَصَلَّى عَلٰى رَسُولِ الْكَرِيمِ، الْأَبْعَدِ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

ابھی پچھپاں پچھپاں برس کی بات ہے کہ حضرت سید عبدالباری شاہ رحمۃ اللہ علیہ احسنی و حسینی اس دنیا میں موجود تھے، آپ نے اس دارفانی میں تقریباً چالیس سال تک قیام فرمایا، ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء میں اس دنیا کو خیر پاؤ کہا اور فیض اعلیٰ سے جائی، آپ کے زمانہ حیات میں آپ کے جانشی والے مدد و دعے چند تھے لیکن جس طرح اوقات کے گزرنے کے بعد مبارک ساختوں کی خبر کسی بوقت اور کسی بھی ہوتی ہے، اسی طرح برگزیدہ نعمتوں کی اہمیت کبھی ان کے زمانہ حیات ہی میں وہ بھی ان کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد جلد یا بدیر تسلیم کی جاتی ہے، حضرت سید صاحب بھی انھیں برگزیدہ سنتوں میں سے ہیں جن کی حقیقت ان کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی میں آتی ہے اور جوں جوں وقت گزرتا ہے، ان کی اہمیت اور قدر و منزلت پڑھتی جاتی ہے، حضرت سید صاحب نے جعلی قائم پا اور راحیلے دل کے سلسلے میں جو خدمات انجام دیں، ان کو حافظہ تحریر میں لانا اسان

کام نہیں آپ میں ہیں بہت ہی قلیل اور جو دیں صدیل کے بعد اس قسم کا ایسا
طلوع بتاتا ہے جس کے نور سے تاکہ دُنیا استندر ہو جاتی ہے۔
ایں سعادت بُرور بازو میست
تمہارے بُجھشہ خدا نے بُجھشندہ

خاندان

آپ کے اجداد میں سے حضرت مجھ الدین یا حضرت مولیٰ بطور پیش امام طپچانوں کی فوج کے سپرہ دہلی سے بیگانہ تشریف لے گئے۔ فتح کے بعد طپچانوں نے بیگانہ ہی میں موضع بالگڑھی میں سکونت اختیار کر لی، ان کی آبادی ایک نہر سے قریب تھی، زبان اردو تھی، حضرت سید صاحبؒ کے سورت اعلیٰ بھی یہیں بس گئے اور خاندانی مسلم طبقدار ہا، یہاں تک کہ تھی پیشیں گزگئیں۔

پیدائش

حضرت سید صاحبؒ کے داؤ کا نام سید رمضان علی تھا جو علوم ظاہری و باطنی کے ماہر تھے اور غالباً درس و تدریس کا مسلسلہ بھی تھا، ان کے تین صاحبوں سے سید اکرم علی، سید شمسیر علی اور سید احمد علی تھے، اول الذکر واصحاب تولا ولد ہی انتقال فرمائے۔ سید احمد علی صاحب جو سب سے چھوٹے تھے، ان کے دو برادر کے سوئے ایک کا تو بچپن ہی میں انتقال ہو گیا وہ مرے حضرت سید عبد الباری شاہ تھے آپ کی پیدائش موضع بالگڑھی ضلع ہنگلی میں ہوئی، پیدائش کی صحیح تاریخ معلوم نہیں البتہ وصال ۱۳۱۶ھ سطابقی نمبر میں ہوا جیسا کہ بخندہ ہم شد سے ظاہر ہے اور بقول مرشدنا حضرت حامد حسن صاحب علومی امام ائمہ فیضہ، وصال کے

۶ رمضان ۱۳۱۸ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۰ء

وقت آپ کی عمر چالیس سال سے اور پہنچی اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش کا سن غالب ۱۴۲۶ھ یا اس کے بعد ہی ہے۔

بچپن کا زمانہ

حضرت سید صاحبؒ کی بچپن میں صحت اچھی تھی تکی بڑھی ہوئی تھی، اکثر بیمار رہتے، بخار آتا، چونکہ آپ کے بڑے بھائی صاحب کا بچپن ہی میں انتقال ہو گا تھا۔ اس لیے آپ کی والدہ محترمہ آپ کی صحت کی طرف سے بہت فکر سندھتیں لیں گے آپ کے والدماجد کو باطنی طور پر اپنے بڑے کے متعلق تھوڑا بہت اندازہ تھا کہ اس قدرت نے کس کام کے لیے پیدا کیا ہے، آپ کی والدہ محترمہ سے فرماتے کہ فکرست کرو یہ جلد منے والے نہیں ہیں۔

والدماجد کا انتقال

حضرت سید صاحبؒ کے والد بزرگوار سید احمد علی صاحبؒ ظاہری و باطنی علوم کے ساتھ فن کشتسازی میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے، عام طور پر اس فن کی باتیں لوگ دوسروں کو کہتے ہیں اور اکثر تو ایسے راز ہاتے رہتے اپنے سینے میں لیے مدفن ہو جاتے ہیں لیکن حضرت سید صاحبؒ کے والد محترم نے اس فن کے روز اپنے ایک مرید علی بخش کو بتا دیے تھے، ایک دن اس کو بلا کر زور مایا کہ اب

ہم جانے والیں تھم کو کچھ دریافت کرنا ہوا کرو، اس پر اس نے گشٹے کے باسے میں پکھ باتیں دیا فت کیں۔ آپ نے بتائیں، اس کے بعد آپ کی طبیعت کی ناسازی کا سلسلہ شروع ہوا، اغرا و اجدب کو خیر ہوتی تو فراخ پر سی کے خیال سلطان کی لمدوفت رہنے لگی، ایک رات اپنی الہیہ کو بلا کر دریافت کیا کہ سب نے کھانا کھا یا، حکوم ہوا کہ سب کھا چکے ہیں لیکن حضرت سید صاحب کی والدہ مختصر نے ابھی تک لکھا نہیں کھایا ہے، فرمایا کہ جاؤ کھالو، جب علم ہو گیا کہ وہ بھی کھا چکیں تو چادر اور حصی، ایک بار کملہ شریف لا الہ الا اللہ پڑھا اور حملت فرمائی۔ اتا اللہ وانا الیہ راجعون۔

بالگڑھی سے ہمگلی مشتعل ہونا

حضرت سید صاحب کے والدہ مختصر اپنی حیات ہی میں اپنی الہیہ سے فرمائے تھے کہ میرے انتقال کے بعد اس موقع بالگڑھی میں مدد ہنا کیونکہ یہاں کے لوگوں کے اطوار خراب ہیں، عذاب الہی کا اندازہ شیر ہے۔ لہذا لڑکے کو لے کر کیند اور چلی جانا، اس پریست کی تعمیل ہیں مددت کے بعد حضرت سید صاحب کی والدہ مختصر آپ کو لے کر گلی محلہ بائی میں چلی آئیں لورہاں پر چڑخ کات کر صبر و شکر کے راستے اپنی زندگی کے دل گزارنے لگکیں، حضرت سید صاحب کی عمر اس وقت تقویٰ ۶ سال کی تھی، والدہ بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ جانے کی وجہ سے آپ کی کفالت

ریوے میں ملازمت

قرآن شریف، کی تبلیغ ختم کرنے کے بعد آپ نے کوئی فرمایہ مکاش انتیا کر کی سوچی، جس اتفاق سے ریوے میں ملازمت مل گئی اور آپ ریوے کے دفتر میں لکھ بھگئے۔

شادی

اسی زانے میں آپ کی شادی بھی ہو گئی، آپ کی سُرال والے نبیت کے لحاظ سے گواں بلندی کے زندگی جو آپ کو حاصل تھی مسکو الدہ محترم نے ناداریم کے لیے اسی کو عنیمت سمجھا۔

ایک خواب

حضرت سید صاحب کو تزاہ کے دس روپے ملتے۔ اس کے علاوہ بالائی آمدی بھی تھی۔ اس لیے زندگی کے سامان آسانی سے مہیا ہونے لگے، گزشتہ ڈواراں اور زمینیں ختم ہو گئیں، اجات کا مجھ رہنے لگا، لوگ عام و ستور کے مظاہری بری ہڑت کی نگاہ سے دیکھنے لگے لیکن قدرت کو حضرت سید صاحب سے کچھ اور ہی کام لینا منظور تھا، ایک دن خواب میں والد بزرگوار کو دیکھا فمارہ ہے تھے کہ میری اولاد

ہو کر حرام کھاتے ہو جسع ہوتی تر اسی دن سے آپ کا اس مشنے سے دل اچھ گیا۔

ملازمت سے استغصہ

حضرت سید صاحب اپنے زمردار افسر کے پاس گئے، اس سے استغصہ منظور کرنے اور حساب بے باق کرنے کی دخواست کی، اس کا آپ کے اس اچانک فضیلہ تعجب ہوا، بہت سمجھا کہ ملازمت عنوان ہے، ایسی اچھی ملازمت کمال ملتی ہے اگر آپ کا دل اچھا ہی ہو گیا ہے تو ہم آپ کو دس روپکی چھپی دیتے ہیں اسی ہے اس عرصہ میں آپ کی طبیعت تعلم پر آجائی تھی۔ حضرت سید صاحب چھتر شریف لائے۔ دس دن کے بعد چھتر شریف اپنے گئے، تین دن کی چھپی اور بڑھانی، اس کے بعد چھرپ نے اس طرف سے بالکل ناموشی اختیار کی، اس لیے مجرماً افسر نے آپ کا استغصہ منظور کر لیا اور حساب بے باق کر دیا۔

پسچیش کی شکایت

ملازمت چھڑنے کے بعد حضرت سید صاحب کو پسچیش کی شکایت ٹرول ہو گئی، مرض برا پڑھا گیا، حالت یہاں تک ہڑاب ہو گئی کہ لوگ آپ کی زندگی سے کچھ یا اس سے ہو گئے، اسی جاگت میں ایک رات حضرت سید صاحب نے خواب میں والد محترم کو دیکھا، وہ سیدان میں گئے، کہیں سے چاول لائے دو دھو لائے، لکھر کاپی

صاحب مرحوم سے اس کا ذکر کیا اور کسی ایسے بزرگ کا اپنے پوچھا جو حقیقت کا راستہ بتا سکے اور صحیح رہنمائی کر سکے، مزرا صاحب مرحوم حضرت سید صاحبؒ کے شوق کو دیکھ کر آپؒ کو اپنے پرشاد نجیب الاسلام کے میان قریب کے گاؤں میں لے کر گئے۔

مروجه پرمی فرمدی سے توبہ

حضرت سید صاحب شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہدایت اور شورہ کے مطابق فرمیدی ہو گئے، کچھ دیر کے بعد فرمیدوں نے کہا کہ آپؒ کو نمازِ روزہ میں ضرورت نہیں اب تو آپؒ فرمیدی ہو گئے، جب حضرت سید صاحبؒ نے یہ سننا تو گھروالپس چلے آئے اور ایسی پرمی فرمیدی سے توبہ کی کیونکہ مروجه پرمی فرمیدی کے نوجہ طالب تھے داس کو اچھا سمجھتے تھے جو حضرت سید صاحبؒ کو تو ایسی نزد شخیست کی تلاش تھی جو تمام جباباتِ اٹھاد سے تاکہ حقیقت کا مشاہدہ ہو سکے۔

میان کریم سخنی سے چشتیہ سلسلہ میں سعیت اور یاد

حسن اتفاق سے اسی زمانے میں مرشدنا حضرت حاج حسن صاحب علوی دام اللہ فیوضہ کے والدِ تخریم میان کریم سخنی جو سرورے میں اسکی پڑتھے سرور افسنگانہ میں حاضری دینے کے لیے جا رہے تھے بہگلی میں مسجد میں آگر ٹھہرے حضرت میان صاحبؒ اس زمانے کے پارے کے بڑگوں میں سے تھے چشتیہ سلسلے سے تعلق تھا

اور آپؒ کو کھلانی، حضرت سید صاحبؒ نے خوبشک سیر ہو کر کھائی، جب آنحضر کھلی تو جوگر معلوم ہوتی، گھروالوں سے کھانا طلب کیا، لوگوں نے بیان کیجھ کرو جو جہیں کی لیکن جب صحیح کو حضرت سید صاحبؒ کی حالت میں دیکھی اور پھر پر بشاشت کے آثار و لکھائی دیتے تو گھروالوں نے کھانا تیار کیا اور کھلایا، اس کے بعد سے دن بدن حالت بہتر ہوئی چل گئی سیاں تک کہ آپؒ بالکل ندرست ہو گئے۔

محبت الہی کا غلبہ

اب حضرت سید صاحبؒ کی طبیعت اور راج پچھا بدل ساگیا، آپؒ اپنے ان دنوں کی حالت کے سبق خود سی فرماتے تھے کہ رونے کا اس قدر غلبہ ہوتا تھا کہ بلیٹھے بلیٹھے چھوٹ چھوٹ کر رونے لگتا تھا لیکن شرم کی وجہ سے لوگوں کے سامنے سے ہٹ جاتا تھا جنگل میں چلا جاتا تھا اور خوب رفتا تھا، لیفیٹ جب ختمِ سوچانی تب گھروالپس آتا، جب شروع ہوتی تو پھر جنگل کی طرف چلا جاتا، الغرض آپؒ کے دل میں حقیقت کی کرید پیدا ہو چکی تھی، سمجھتے تھے کہ روحانیتِ محض کیانی ہی نہیں اس میں صداقت ہے اور اس کے صحیح حامل کا پتہ چلا نا ہے۔

مرشد کی تلاش

جب حضرت سید صاحبؒ کا یہ شوق بُت بُردا یا تو آپؒ نے فزانیا زعلی

جب مزایاں علی صاحب مرحوم کو میاں صاحب کے پنچھے کی اطلاع میں تربت خوش ہوئے اور حضرت سید صاحب کو برا بھیجا کر کنوں پایسے کے پاس آگئے ہے آئیں اور اگر اپنی دل پایس بن جائیں، چونکہ حضرت سید صاحب نے پہلی ارادت کو حسب غشائیں پایا تھا اس لیے آئے میں ماں ہمواریکن طلب بخوبی اس لیے آئے اور اگر میاں صاحب سے اپنی خواہش ظاہر کر کھدا راجحے اللہ اشہد کرنے کا طریقہ بتا دیجئے دستور کے طبق میاں صاحب نے پہلی شرط مرید ہونا قاروی، حضرت سید صاحب اس کیلئے آمادہ ہوئے، میاں صاحب نے طلب صادق دیکھ کر آپ کو سلسلہ عالیہ حشیۃ کے پاس انتقال کا طریقہ بتا دیا، حضرت سید صاحب گھر روت آئے گھر پنچھے پنچھے آپ کا قلب ذاکر ہو گیا، آپ کو طریقہ سرت ہوئی، چونکہ آفتاب دُوب چنکا تھا درد آپ اس سرت میں والپس روت جاتے، اس فرط خوشی میں آپ سونہ سکے، رات بھر تک ہوئے معمول کو جاری کھانا صبح میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ارادت کی خواہش ظاہر فرمائی، میاں صاحب حال سُننے کے بعد بہت خوش ہوئے حضرت سید صاحب میاں صاحب کو اپنے گھر لے خود بھی مرید ہوئے اور دو تین اور آدمیوں کو مرید کرایا، میاں صاحب نے آپ کو سلسلہ عالیہ حشیۃ کے ذکر اور مرافقہ کا طریقہ بتایا۔

ذکر میں حد درج مشغولیت

حضرت سید صاحب اس میں ایسے مشغول ہوئے کہ قہر کی دنیاوی شغلیت

ختم گوئی، مجھے والے اور دیگر غرزرد اقارب آتے اور آپ کو سمجھاتے لیکن حضرت نید صاحب کسی کی بابت پوچھیا نہ دیتے، ایک دن مزایاں علی صاحب خود تشریف لائے، بہت کچھ سمجھایا جگایا، نصیحتیں کیں کہ میر صاحب اللہ کی یاد کوئی بُری چیز نہیں مسکن جوانی کا زمانہ ہے، آپ پر اور ذرداریاں بھی ہیں، ایسا کیجیے کہ اس ذرداری کے ساتھ ساتھ دوسروی ذرداریاں بھی پُری کرتے رہیے، حضرت سید صاحب مزا صاحب مرحوم کا بہت ادب و احترام کرتے تھے کہ مجرماً افرانے لگے، کہ مزا حرام! ہر صیحت کی انتہا موت ہے اس بنا پر میں آخری حد تک جانے کے لیے تیار ہوں مگر اس کو چھوڑ نہیں سکتا، مزا صاحب بادل ناخواستہ گھرو اپس آگ کے اور حضرت سید صاحب اپنے کام میں شغول ہو گئے۔

حضرت خواجہ معین الدین حشیۃؒ سے ملاقات

ایک دن حضرت سید صاحب اللہ اشہد کرنے میں شغول تھے، یہ کام دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین حشیۃؒ تشریف فراہوئے اور ارشاد فرمایا کہ سلسلہ طہیک ہے لیکن تعلیم کا تعلق مجھ سے ہو گا، اس کے بعد آپ نے حضرت سید صاحب کا باختہ پکڑا اور ایک ویع میدان میں پہاڑ کے کنارے نے گئے جہاں پر ایک فتحی فتحی اثبات کے ذکر میں شغول تھے، دونوں حضرات کچھ دیکھ کھڑے رہے، واکر فتحی کا حاء ری تھا کہ جب لا الہ کہتے تو گویا پہاڑ بیچ سے پھٹ جاتا اور

جب الامان سکھتے تو پہاڑوں پس اپنی حالت پر آ جاتا تھا، حضرت خواجہ صاحب نے اشارہ فرمایا اور کہا کہ ذکر اس طرح سے کیا جاتا ہے، پھر دونوں حضرات اپنے مقام پر والپیں تشریف لے آئے، حضرت سید صاحب نے حضرت خواجہ صاحب کی صحبت میں سلوک کی منزلیں طے کرنا شروع کیں، حضرت سید صاحب فدائے تھے کہ حضرت خواجہ صاحب چوبیں گھٹھے اس جگہ میں تشریف فراہم ہے اور یہ رنجھنا کر حالتِ خواب میں بلکہ حضرت مرشدنا حامد من صاحب علیٰ امام اللہ فیوضہ کو نہیا، فما کہ کہتے ہیں اس وقت میں تم سے باقیں کر رہا ہوں۔ غرض اس طرح حضرت خواجہ صاحب سلوک کی منزلیں نیزی سے طے کرتے جاتے اور جیسا کہ حضرت سید صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جہاں کیہیں سخت منزلیں آئیں اور میرے وجود میں بلند ہوئے کی طاقت نہ ہوتی تو حضرت خواجہ صاحب اپنے وجود خاص کے ربط سے بھے بلند فرماتے تھے، میں پوچھتا کہ حضرت منزل مقصود یہی ہے۔ فرماتے نہیں بلکہ ابھی منزل دُور ہے، یہاں تک کہ ایک دن فرمایا منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

ابتلہ رکاز مان

ادھر خداوندی عنایتوں کا بسلسلہ جاری تھا اور حضرت خواجہ میں الدین حشمتیؒ فیوض باطنی سے مالا مال فرمائے تھے ادھر عنایا نے ساتھ پھورنا شروع کر دا، جو کچھ پاس میں پوچھی تھی ختم ہونے لگی، رمضان کا مہینہ تھا، بر سات کے ایام تھے کہ آخر

وہ دن بھی آن پہنچا جب کہ حضرت سید صاحب کے پاس صرف ایک پیسے نجح رہا، اس پیسے کے بازار سے چتنے خرید کر لائے، دو ایک روزاں طرح گزرے آخر ظاہری دولت بالکل ختم ہو گئی اور گھر میں ایک چھوٹی کوٹی تک باقی رکھی، یہ زمانہ بڑا صبر کرنے تھا، حضرت سید صاحب فدائے تھے کہ مجھے اپنے امتحان کا خطہ نہیں تھا، یہوی کی بے صبری کا کبھی کبھی درگذاشتھا کہ سبادا کہیں تحمل سے عاجز نہ آ جائیں مگر بڑوں کے سلے میں چھوٹے بھی بڑے ہی رہتے ہیں، آپ کی الہمہ متبرہ صبح شام ہانڈی میں پانی رکھ کر اگل پر کھڑک و تینیں تاکر ملکے والوں کو آپ کے فاقہ کی خبر نہ ہو اس طرح سلسل دو دن غلقے سے گزرے اور انطاوار و حصر پانی کے گھوٹوں سے ہوتا رہا، ایسے موقع پر اچھے اچھوں کے قدم و لگھا جاتے ہیں اور صبر کا داسن ہاتھ سے جاتا رہتا ہے لیکن اس کے بعد حضرت سید صاحب اپنے مشغے میں اور زیادہ نہ ملک ہوئے کیونکہ آپ کے فلانے کے طلاقی کوئی اور شدید کھانے پینے اور بیٹاں پانچ تک کا باقی نہ رہ گیا تھا اور خیال فدائے تھے کہ سوت کا وقت شاید قریب آگیا ہو جو کچھ زیادہ کر سکیں کر لیں، اس حالت میں کہ باشی ہو رہی ہے، چھپر بوسیدہ ہونے کی وجہ سے چھپنی کی مانند چاروں طرف سے پیک رہا ہے لیکن آپ میں کسر طریقت رکھ کھڑے کھڑے ذکر میں شمول ہیں، جب باش تھی تو طشت سے پانی باہر نکلتے اور پھر بیٹھ کر لپنے کام میں لگ جاتے۔

ولایت کا درجہ ملنا

ایک دن اسی بے سروسامانی کی حالت میں جب کہ حضرت سید صاحب^ر اللہ اشاد کرنے میں شغول تھے حضرت عزت اللاعظم شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت علی کرم اشاد و جوہر زرق برقی بابس پہنچے جاہ و جلال کے ساتھ ہاتھ میں بڑے نواریں لیتے تشریف فراہم ہوئے یوں تو پہلے بھی آپ حضرت کسی بار تشریف لا چکے تھے مگر آج کی تشریف اور یہ کچھ زیلی ہی شان کی تھی، ایک نے حضرت سید صاحب^ر کا دایاں بازاور دوسرے نے بایاں بازاور پڑھا، ایک اوپنے رخام پر بلند کر کے کھڑا کیا اور دیا عبد الباری آج سے تم ولی ہو گئے، یقینیت زائل ہونے کے بعد آپ اپنے کام میں شغول ہی تھے کہ ایک شخص نے اگر عرض کیا کہ میر صاحب آپ کا پچھرہ بہت برسیدہ ہو گیا ہے، اجازت دیجیے کہ مررت کرو ادول۔ دوسرے جہاں آئے اور کہنے لگے کہ حضرت یہ دو روپ آپ کے لیے نذر ہیں، غرض ابتلاء کا ناز ختم ہوا، حضرت سید صاحب ذلت تھے اس کے بعد سے مسلسل فاقول کی رہت نہ آئی، گوہینے میں دوچار فلکت ہو ہی جاتے۔

حضرت مولانا غلام سلماںی صاحب^ر سے ملاقات

جب حضرت خواجہ عین الدین حشمتی تعلیم ختم کر کچے تو حضرت سید صاحب^ر

بمحنتے گئے کہ آپ کے سارک ختم ہو چکے ہیں لیکن اپنے اوقات میں اس کی وجہ سے کمی نہیں ہوتی بلکہ دن رات پہلے سے نیادہ اللہ اشاد کرنے میں شغول رہنے لگے۔ اسی لذت میں حشنِ آفاق سے حضرت مولانا غلام سلماںی صاحب^ر سے ملاقات کا موقع ملا، حضرت مولانا وقت کے مشور بزرگوں میں سے تھے اور مجددیہ سلسلے سے تعنیٰ رکھتے تھے، حضرت مولانا موصوف کی نگاہ جب حضرت سید صاحب^ر پر پڑی پانچی فرات سے آپ کا حال معلوم کیا اور آپ کے ذوق و شوق کا اندازہ لگا کہ حضرت یہ صاحب سے فوائد نہیں گے آپ اللہ اشاد کرتے ہیں آئیے ہم بھی کچھ بتا دیں، حضرت سید صاحب^ر نے خیال کیا کہ میرے تو سارک ختم ہو چکے ہیں اب آپ کیا بتائیں گے؟ امجد ادب کے خیال سے خاموش رہے، شکایتاً مولانا سے اتنا عرض کیا کہ نماز میں وسوسے پڑیں کرتے ہیں، عصر کا وقت قریب تھا، حضرت مولانا نے فرمایا وضو کیجیے اور پانچی امامت میں حضرت والا کو عذر کی نماز پڑھائی، حضرت سید صاحب^ر فرماتے ہیں کہ شروع سے نماز ختم ہونے تک کسی طرح بھی وسوسہ نہ آسکا۔

مجددیہ سلسلے کی تعلیم پا

اس بات سے حضرت سید صاحب^ر کو حضرت مولانا کی بزرگی کا خیال ہوا، اور تعلیم کے لیے آپ مولانا موصوف^ر کی خدمت میں تشریف لے جانے لگے، حضرت مولانا موصوف^ر نے طریقہ عالیہ مجددیہ کی تعلیم شروع کی، جب اطاائف عشرہ تک تعلیم ختم ہو

تھا آپ کے قیام کے لیے ایک چھٹا کرہ مخصوص کر دیا، آپ اس کرو میں تشریف نہ
ہوئے۔ اپنے آپ کرتھنا پاکر حضرت سید صاحب کو بڑی خوشی ہوئی اور اپنے ارادہ
و ظانفہ میں شمول ہو گئے، بخود ری دیرے کے بعد دیکھا کہ حضرت شیخ عجمہ القادر جیلانی
تشریف لائے اور توجہ دینی شروع کی۔ تو بھت سخت تھی، اس کے بعد حضرت بڑے
پیر صاحب نے حضرت سید صاحب سے فرمایا کہ میرے سلسلے میں بعیت کیا کرو
حضرت سید صاحب نے مددست نظاہر کی اور کما کہ مجھے آپ کا سلسلہ علم نہیں
حضرت بڑے پیر صاحب نے سلسلے کی تعین شروع کی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم سے حضرت علی کرم اللہ وجہ حضرت امام حسینؑ، حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت
امام باقرؑ، حضرت امام جعفرؑ وغیرہم کے اسماء گرامی اور دیگر حضرات سلسلہ کا ذکر
کرتے ہوئے اپنے نام عبد القادر جیلانیؑ تک پہنچے اور فرمایا کہ میرا خلیفہ سید عبدالیؑ
حضرت سید صاحب بہت خوش ہوئے، رات کا بقیہ حصہ ٹینی بیتے بانی سے گزارا
صحح کے قریب کیم جا کر کیفیتِ رائل ہوئی۔

حضرت امام شاذیؑ اور حضرت خواجہ نقشبندؑ سے خلافت پا

اسی طرح پر دوسرے آئندہ سلاسل حضرت شیخ ابو الحسن شافعیؑ اور حضرت خواجہ
بہاؤ الدین نقشبندؑ نے بھی اپنے سلسلے کی اجازت اور خلافت بخشی۔

حضرت اولیٰ قرنیؑ سے خلافت پا

ستھام و لایت میں حضرت سید صاحب اہل بیت کے حرم کدے میں جہاں
اکثر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجھی فرط شفقت سے تشریف فرماتے ہیں
بے کلف آتے جاتے رہتے۔ حضرت خواجہ اولیٰ قرنیؑ اسی جگہ پاک سبھل بچائے
جلوہ افروز رہتے تھے، حضرت سید صاحب کے برابر نہ جانے سے حضرت خواجہ اولیٰ
قرنیؑ کی نگاہ آپ پر پڑی، کچھ دون کم برابر اسی طرح دیکھنے کے بعد ایک دن حضرت
سید صاحب کو اے لڑکے کہ کراپنے قریب بلایا۔ اپنے سلسلے کی تعین شروع کی اول
مقام پر قادم فنا کی توجہ دی اور فرمایا کہ قرنیؑ سلسلے میں بھی آئندہ سے بعیت کیا کرو، حضرت
سید صاحب نے فرمایا کہ آپ نے تو مجھے آخری تعین دی اس پر خواجہ اولیٰ قرنیؑ نے
فرمایا کہ جو ادمی آخری کتاب پڑھ لیتا ہے اور پڑھا سکتا ہے تو وہ کیا ابتدائی کتابیں نہیں
پڑھا سکتا۔ غرض اس طرح حضرت سید صاحب کو بخوبی سلسلوں یعنی پڑھنے
قادریہ، مجددیہ، نقشبندیہ، قرنیہ، شاذیہ اور سلسلۃ النہبہ میں بعیت کرنے اور
تعییم دینے کی اجازت ملی اور باطنی طور پر مختلف خدمات پر در ہونے لگیں اور عالی
معتمادات اور درجات حاصل ہونے لگے۔

ایک خواب

ایک دن حضرت سید صاحب نے خواب میں دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کیسے کی ایک چھری لیکے میں اس میں سے ایک ایک کیلا تو کر سیدا
صاحب کو دیتے جا رہے ہیں اور آپ کھاتے جا رہے ہیں، کیلے کھا چکنے کے بعد
حضرت سید صاحب چکنے کو راستے میں حضرت فاطمہ ملیں، فرمایا کھا کا تیلے میں پر
انے بضم نہ ہوں گے حضرت سید صاحب نے فرمایا کاب تو کھا چکا ہوں اس
کے بعد آپ کی ان کھنکھلگئی، پچھلی سی علوم ہوئی، قے ہوتی تو اس میں پرے پوے
کیلے نسلے جن میں گلاب کی خوبی بھتی۔

ایک مجذوب سے ملاقات

کلکتہ ڈائیٹ ہاربر میں ایک بڑھا تھیں، حضرت سید صاحب فرمایا کرتے
تھے کہ وہ چالیس اب الوں میں سے ہیں، ان کی حضرت سید صاحب پر بڑی نظر
عنایت تھی، حضرت سید صاحب کبھی کبھی ان سے ملنے جایا کرتے تھے مجذوب غبارا
ہندوستانی تھیں، جب حضرت سید صاحب تشریف لے جاتے تو ہمیں، بھیجا
قاومی کیسے آتے، پکھ دیر دنوں میں مراجیہ گفتگو ہوتی پھر حضرت سید صاحب
والپس چلتے آتے، بندوبر کے وصال کے بعد پہلی خدمت آپ کو ان کی جگہ کی بھی
طرح دوسرے اصحاب خدمت بھی اپنی عنایتیں حضرت سید صاحب پر برابر
فماتے رہتے۔

قطب مدار سے تعلیم پانा

اس زمانے کے قطب مدار شیخ ابو الحسن نے جو تحریک میں ظاہری طور پر تقیم تھے
حضرت سید صاحب کی طرف توجہ فرمائی اور بالمنی تعلیم کا سلسلہ اپنے ساتھ والبتر کیا
حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب امام اشیف فویضہ فرماتے ہیں کہ روزانہ شیخ ابو الحسن
خانہ کعبہ سے ہگلی حضرت سید صاحب کو تعلیم دینے کی غرض سے تشریف لاتے تھے
یہ جملہ میں کہ رشروع میں مجھے بہت ہی تعجب ہوا اور بطور استفسار حقیقت حضرت سے
عرض کیا کہ کہاں ستو معظیر اور کہاں ہگلی، اس پر حضرت مرشد نانے یہ صور پڑھا
بعد نشانہ نہ بود در سفر رو حافی
کبھی شیخ ابو الحسن آتے اور کبھی حضرت سید صاحب خود تشریف لے جاتے اس طرح
آپ کی تعلیم ہوتی رہی۔

قطب مدار کا درجہ ملنا

جب حضرت شیخ ابو الحسن کا وصال ہوا تو اولیائے امت کا خائز کعبہ کے
قرب و جوار میں اجتماع ہوا جس میں بڑی بڑی ہستیاں تھیں اور قطب مدار کے ایسا دار
بہت تھے، ہر بزرگ کی خواہش تھی کہ یہ سعادت اس کے نصیب ہیں آئے حضرت
سید صاحب جبھی موجود تھے لیکن اپنے کو سب سے کم روازاں اہل سمجھتے برسے سب

کوہنڈہ دوست کوئے پلاسے خیال ہبڑا کہ حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب افغان شریعت فرمائے اور حضرت سید عبدالباری شاہ کا نام نامی لے کر بچارا، حضرت فیوضہ کو حضرت سید صاحب کے حوالے کر دیں تاکہ جو بھی حقیقی نہیں۔

حضرت مرشدنا پر نظرِ عنایت

طریقہ سبقت اور مہربانی سے حضرت سید صاحب نے حضرت مرشدنا حامد صاحب امام اللہ فیوضہ کو اپنی سعیت اور ارادت کا شروع بناتا، اس طرح کوہنڈہ میں صاحب امام اللہ فیوضہ کو اپنی سعیت اور ارادت کا شروع بناتا، اس طرح کوہنڈہ میں حضرت سید صاحب کی آمدورفت کا سلسلہ شروع ہوا، آپ کوہنڈہ اشریف لاتے اور کافی عرصہ تک قیام فوت تے یہ سہاری خوش قسمتی ہے کہ گو حضرت سید صاحب کی ذات گرامی ظاہر انکھوں سے روپوش ہے لیکن نشان سے نشان ولکے کوچانپا ہوا و پھل سے درخت کو دیکھنا ہو تو حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب امام اللہ فیوضہ کی ذات گرامی سے فیض صبحت حاصل کریں۔

چوں کر گل رفت گلستان شذرب
بوئے گل ازکہ بجوم جنے گلاب

حضرت سید صاحب نے حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب امام اللہ فیوضہ کو صاحب سر ظاہری و باطنی ہونے کا خوب شروع بناتا اور اپنے انعامات سے سدل مالا مال فرماتے رہے۔

سے پیچے ایک گلکٹرے ہو گئے حضرت جبریل علیہ السلام تاج زمر دیں لیے ہے تشریعت فرمائے اور حضرت سید عبدالباری شاہ کا نام نامی لے کر بچارا، حضرت سید صاحب دوڑ کر حاضر ہوئے، حضرت جبریل علیہ السلام نے تاج زمر دیں حضرت سید صاحب کے سر پر رکھا اور خانہ کعبہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا آج سے آپ کے محفوظ بنائے گئے، اس کے بعد سے حضرت سید صاحب قطب مدار کے فرائض انجام دیتے رہے۔

کوہنڈہ میں تشریف آوری

حضرت سید صاحب کی طریقت کی تعلیم کا سلسلہ جیسا کہ اور بیان ہوا، حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب علوی امام اللہ فیوضہ کے والد محترم میاں کریم سخیل صاحب سے شروع ہوا، سب سے پہلے حضرت سید صاحب انھیں سے بعیت ہوئے اس کے بعد گونا ہا طور پر حضرت سولانا علام سمانی صاحب اور اویسی طور پر دوسرے آئندہ سلاسل سے تعلیم کا سلسلہ جاری رہا لیکن میاں صاحب سے بعیت ہونے کے بعد تقریباً دس سال تک ملاقات نہ ہو سکی، دس برس کے بعد آفاق سے میاں جیتا کا اوصرے گزر ہوا، میاں صاحب کو حضرت سید صاحب سے ملاقات کا واقع یاد آیا، حضرت سید صاحب سے دوبارہ ملاقات ہوئی، آپ نے اپنے کچھ عالات بیان کیے، میاں صاحب کہ بہت احمد سمجھ کر حضرت سید صاحب کو اپنے ساتھ

کوہنڈہ کے دیگر مقصدین

حضرت سید صاحب کی کوہنڈہ میں آمد و رفت کی وجہ سے حضرت مرشدنا کے علاوہ کوہنڈہ میں اور لوگ بھی حلقة ارادت میں داخل ہوئے، حضرت مرشدنا کی ابلیسی محترم بھی مرید ہوئیں، حضرت مرشدنا کے دوست مولوی عبد الصمد صاحب بھی حلقة ارادت میں داخل ہوئے۔ اس کے علاوہ حضرت مرشدنا کی پیشہ اپ کے خاندان کے لوگوں میں عبد الوحد مرحوم کوہنڈہ کے قریب صبر حد کے حاجی سید المحمد صاحب مرحوم اور ابنی بخش صاحب مرحوم بھی حلقة ارادت میں داخل ہوئے۔

جلال پور کے دو فدائی

جلال پور کے دو حضرات جناباں جنابدین تھے اور ویرپلے فیض آباد میں شاہ نیاز احمد صاحب کے یہاں بیعت کی غرض سے گئے مگر شاہ صاحب نے اپنے کشف کے ذریعے ان لوگوں کوہنڈہ میں حضرت سید صاحب آئیوالہ میں، اس انتظار میں حضرت سید صاحب کی آمد سے پیشتری یہ لوگ کوہنڈہ آتے جاتے تھے اور حضرت سید صاحب کی آمد کی خبر کے منتظر رہتے تھے۔ جب آپ کی کوہنڈہ میں آمد کی اطلاع ملی تو یہ لوگ اُسے اور حلقوں بجوش ہوئے۔ ان دونوں مریدوں کی خصوصیت یہ ہے کہ ساتھ مرید ہوئے، ساتھ رہتے، ساتھ جنازہ اٹھا اور ایک

ہی جگہ دفن ہوئے۔ ایک دفعہ حضرت سید صاحب کوہنڈہ تشریف لائے۔ یہ دونوں حضرات بھی موجود تھے، حضور پینے کے بعد حضرت سید صاحب بہت اخلاق تشریف لے گئے، وزیر صاحب حضور پی رہے تھے، چلمٹھیک سے میٹھی نہیں تھی، اس لیے گر کر ٹوٹ گئی، حضرت مرشدنا کی انھوں نے بہت سخت سماجت کی کہ حضرت سید صاحب سے اس کا ذکر نہ کریں میکن حضرت مرشدنا حضرت سید صاحب سے کہنے کے لیے برابر اصرار کرتے رہے، جب حضرت سید صاحب بہت اخلاق سے والپس تشریف لائے اور حضور ملنے لگے، حضرت مرشدنا آپ کے سامنے ٹھہرے تھے اور وزیر پیچھے اپنے چڑھے کھڑے تھے، حضرت مرشدنا کو سکراتے ہوئے دیکھا تو حضرت سید صاحب نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ حضرت مرشدنا نے عرض کیا کہ وزیر صاحب چلمٹھیک طریقے پیچھے کھڑے ہیں، حضرت سید صاحب خاموش رہے پھر فرمایا کہ نظام امداد سے جاکر لے آئیں۔ اس پر حضرت مرشدنا نے عنص کیا کہ حضرت میں تو سمجھتا تھا کہ آپ کچھ سخت سست کیمیں گے، حضرت سید صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ جو درتائی ہے وہ ڈلایا نہیں جاتا۔

لکھنؤ میں مولوی محمد یعیم صاحب سے ملاقات

چول کہ حضرت سید صاحب کے متولیین میں سے مولوی عبد الصمد صاحب لکھنؤ میں ملازم تھے اس لیے حضرت سید صاحب کو لکھنؤ جانے کا بھیاتفاق ہوا، پر فوجیں

واب علی نہ بہند جدید کا صوفی کتاب ہیں مولوی عبدالاحد صاحب کے حوالہ میں
میں اسی حضرت سید صاحبؒ کے کشمکشی تشریف لے جانے کا بھی ذکر کیا ہے
لیکن تو کسی کے دران قیام میں ایک دن حضرت سید صاحبؒ سے لوگوں نے دیافت
کیا کہ لکھنؤ کے قطب کرن ہیں، حضرت سید صاحبؒ نے عذر کرنے کے بعد یہ راشہ
نام بتایا۔ لوگ بھگ کے حضرت مولوی محمد نجم صاحب فرنگی محلی ہیں، اس کے بعد حضرت
سید صاحبؒ نے ان سے ملنے کی خواہش ظلمہ فرمائی لیکن چونکہ مولانا محمد نجم صاحبؒ^۱
فرنگی محلی اپنے زمانے کے عالمین میں سے تھے اور حضرت سید صاحبؒ نے کہتے ہیے
خابری نہیں ٹرچھی تھیں اس لیے لوگوں کو مولانا سے حضرت سید صاحبؒ کو ملاستے
ہوئے جبکہ محسوس ہوئی، ایک دن حضرت سید صاحبؒ خود اٹھے اور روان
ہوئے لوگوں نے دیافت کیا کہ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا
حضرت مولوی صاحبؒ سے ملنے، اسکے آگے اسکے حضرت سید صاحبؒ پیچھے پیچھے اور
حضرت، حضرت سید صاحبؒ بھیک حضرت مولوی صاحبؒ کے کوٹھے کے نیچے^۲
جا کر کھڑے ہو گئے، پھر کوٹھے پر جا کر ملاقات کی، مولوی صاحبؒ یہی تھے، بیٹھ
گئے، عذر کرنے کے بعد حضرت سید صاحبؒ سے کہا کہ آپ سید ہیں، حضرت
سید، سب نے فرمایا جی ہاں، پھر دیافت کیا کہ آپ کیا آپ پری مریدی کرتے ہیں،
حضرت سید صاحبؒ نے جواب دیا پری مریدی آپ لوگوں کا کام ہے، خدا کے
طالبین کو خدا کے پاس پہنچانا یہ کام ہے، مولوی صاحبؒ نے فرمایا، ذکر فضل اللہ

یوتیہ میں لیٹا رنجمنتری گفتگو کے بعد حضرت سید صاحبؒ روان ہوئے، چلتے وقت
مولوی صاحبؒ نے فرمایا، آپ سے ملنا چاہتا ہوں، اس پر حضرت سید صاحبؒ نے
ذیما کہ اگر ضرورت ہو تو مجھے بلا یجھے گا لیکن بعد میں ہٹنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

ایک دعوت

ایک دفعہ حضرت سید صاحبؒ کو کسی کے ہمراں دعوت میں جانے کا اتفاق
ہوا، میریاں نے غیر معقول اہتمام کیا، برسر خزان پر بہت عمدہ کھانے چھنے کے، حضرت
سید صاحبؒ نے کھانے سے پہلے اپنے نفس سے کھا خیزس وقت تو کھالے لیکن بعد
میں تھوڑی دیر اور جاننا۔

اجودھیا میں تشریف آوری

حضرت سید صاحبؒ کو ایک دفعہ اجودھیا جانے کا اتفاق ہوا، حضرت مرشدؒ^۳
حامد من صاحب امام اللہ فیروضہ معیت خاص میں تھے، آپ ایک فرار پر جو احمدیہ
میں شور ہے تشریف لے گئے، خلافت معمول وہاں پر تقریباً پندرہ بیس منٹ تک
بیٹھے، حضرت مرشدؒ کے صاحب مزار کی شان پرچھی، آپ نے فرمایا، اوکیا است
میں جس کی پواز عالم قدس میں ہے کوئی ایسا نہیں ہے جس کو ایک نگاہ سے دیکھ
نہ اعلیٰ گھوڑا صاحب مزار کی طرف ہست نہ ہوئی، دوچار روزہ رہتا تو ربط خاص

کے بعد تہمت سوال کی ہوتی، اندازہ ہے کبھی بنی کافر اسے اسی یہے بھی طاقت دینکنے کی نہ ہوئی، اس کے بعد فرمایا یہ سے ٹبرے باکمال ولی کی نسبت انبیاء میں سب سے کم درج کے بنی کے ساتھ وہی ہے جو ایک شیرخوار نچے کو عالم سمجھ رہے۔

اثر رحمت

حضرت سید صاحب جب احمد حسیا تشریف لے گئے تو ما قیمان کے صدقن حضرت علام الدین ماہرو کے مزار پر بھی مراقب ہوئے، گرمی کے لایام تھے، بھی جون کی سخت لوچل رہی تھی، حضرت سید صاحب آگے تھے اور حضرت مرشدنا آپ کے پیچھے، حضرت سید صاحب نے اسلام "رحمت" کی چند مرتبہ تکرار فرمائی اور مراقبہ کے بعد آشیش روادہ ہو گئے، حضرت مرشدنا فرماتے ہیں کہ یہے پر راستے میں مجھ پر ایسی سخت سردی کی کیفیت طاری ہوئی کہ دانت بخنے لگے، تعجب ہوا، حضرت سید صاحب سے عرض حال کیا، فرمایا اثر رحمت یہی ہے۔

ایک مردیہ کی عقیدت

حضرت سید صاحب کے مردوں میں ایک نجیب بن اباجی تھیں، آپ باکمال اور وہن ضمیر گزری ہیں، مکلتے سے تھی کی للاش میں سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئیں جب سلطنت آئیں تو حضرت سید صاحب نے پوچھا کون ہو، جواب دیا کیا پچانے

نہیں، اس پر حضرت سید صاحب نے بلکہ توجہ دی، وہ گھر میں گئیں، آثار کو رعھنا جواہر میں حضور ہائیٹ کی شکل میں ظاہر ہوتے، حضرت سید صاحب اپنے شغل میں تھے کہ برا پر حذب کے آثار ظاہر ہوتے، آئیں اور حضرت سید صاحب پر جانشناز گر گڑیں، حضرت اپنی کیفیت میں تھے، انکھیں کھولیں تو عورت ذیکر کر ترس کھالیا اتنا اکثر آپ ساتھ دیہیں اور مختلف بیماریوں میں خدمت کا شرف حاصل کیا، اکیم مرتبہ جب حضرت سید صاحب نے بیماری کی حالت میں بلا کر کا مشاہدہ کیا تو بابی سے پوچھنے کے لیے کہا تھا کہ کیوں آئے ہیں؟

وصال

حضرت سید صاحب تقریباً ۶۰ سال تک حیات رہے، چیکپ میں کچھ دونوں بیمار رہنے کے بعد وصال فرمایا، زرع کے وقت نجیبین بُوا سوجو تھیں جب طبلہ کر منوردار ہوئے تو گھبرا کر بولیں اے باپ! ایک آپ مجھے چھوڑ رہتے ہیں، حضرت سید صاحب نے فرمایا کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے، حضرت سید صاحب نے اپنے طبلہ بشری کو طاؤس سے شاہرا بنا تھا، وصال سے قبل مرشدنا سے فرمایا تھا کہ ریاضا طاؤس یعنی پھر کا ہے، نکن ہے پھر تھر کے تو پرواکر جائے جو پوچھتا ہے پوچھا اولاد اولاد نہیں، وکول نے ایک دفعہ بست

Created and shared using

اصرار کے بعد دعا کے لیئے آمادہ کیا، حضرت سید صاحبؒ نے وعافاً تائی، بعد میں فرمایا
ادلا و باطنی انشا اللہ بہت ہوگی۔

طبعیت میں سادکی تھی عمومی جھوٹ پر میں سید ہے سامدھ طریقے سے رہتے اکھا
کوں جلتا تھا اسی پر میں اپنے ایسا کہی رہا۔ تیر نازار پر اسی طریقے سے رہتے اکھا
کی دسی معزوب تھی، جب کوئہ تشریف لاتے تو پھلی پکنے کے لیے تالاب پرخوا
تشریفیے جاتے۔

تواضع و خاکساری

حضرت سید صاحبؒ پنے احباب سے بہت بے تکلفانہ بتاؤ رکھتے اپنے
یہ کسی قسم کا اقتیاز گوارا نہ فرماتے جب کوئہ تشریف لے جاتے تو حضرت مرشدنا
حامد حسن صاحب لوازم اللہ فیوضہ سے فوادیتے کہ اگر کوئی پوچھے تو بتاویں کہ ہمارے
مہمان ہیں، حضرت سید صاحبؒ کی ہنزا کے بعد یہی دعا رہتی کہ یا اللہ دنیا کے
لوگوں کو خبر نہ ہونے پائے۔

حضرت سید صاحب اسلاف کا بہت ادب و احترام کرتے۔ اصحاب کمال
سے تعلق اور ملاقات رکھتے اور ان سے ملنے میں اپنی کسرشان نہ سمجھتے، ایک دفعہ
کوئی بزرگ تشریف لائے، حضرت سید صاحب حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب
اوام اللہ فیوضہ کو ساختھ کرائیں سے ملنے تشریف لے گئے اور جا کر بہت ادب و
احترام سے طے، جب تک بیٹھے رہتے احترام کا خاص خیال رکھا، حضرت ہونے
کے بعد حضرت مرشدنا عرض کیا کہ حضرت آپ نے بہت اخلاص بنایا، حضرت

حضرت مرشدنا کو خلافت عطا کرنا

حضرت سید صاحبؒ کے وصال کے وقت مریدین اور تقدیمیں کی تعداد سب
ملا کر کل اٹھائیں تھیں۔ وصال کے قریب نجیبین بُرانے پوچھا کر آپ کے بعد اس کام کم
کوں جاری رکھے گا، تھوڑی دیر تماں فرمانے کے بعد حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب اور
مولیٰ عبد الصمد صاحب کا نام لیا، بُرا صاحب نے فرمایا کہ ایکبھی کم غربیں، اس پر حضرت
سید صاحبؒ نے فرمایا کہ "میں تو ہوں"۔

حلیہ شریف

حضرت سید صاحبؒ کا قدیمیانہ بدن اکٹھا اور زنگ بہکسا نہ لاتھا، لباس
میں ایک عمومی ساکرنا اور لنگی ہوتی، سر پر کچھی عمار اور کچھی دوپی ٹوپی پہنتے، با تھیں عصا
رکھتے۔

سادگی

حضرت سید صاحبؒ میں ظاہری شان و شوکت کا کہیں نام تک نہ محتا۔

سید صاحب نے فرمادہ خوش ہو گئے، مجھ میں کیا کیا آئی۔

حلہ و بُرداری

حضرت سید صاحب بہت تحمل و بُرداری سے کام لیتے ایک دفعہ کسی اپنے اُدی نے دعوت کی، حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب اولم اشٹو ضریبِ محی ساختہ تھے پرینے نے کھانا کھلانے میں انتباہ برنا با اثر اور ظاہری دولت مندوں کے ساتھ خصوصیت برائی جانے لگی جس پر حضرت مرشدنا نے حضرت سید صاحب کے مرتبے کا خیال رکھتے ہوئے اطمینان کیا گی فرمایا، حضرت سید صاحب نے تحمل اُمیر زنجیر میں فرمائی کیا قیامت نہیں آئے گی؟ اسی طرح ایک دفعہ کچھ لوگ آئے اور حضرت سید صاحب کو عنقر کے ہلے بلا کسلے کے وہاں پر لوگوں نے اچھا سلوک نہیں کیا اور وہ حکما و سے کر سجدہ کی پیر حسین پڑھکیل دیا جو صاحب بلا کسلے کے تھے وہ بہت ہی شرمندہ ہوئے اور سعدرت کرنے لگے لیکن حضرت سید صاحب نے بتسم فرمایا اور کماکار سرکار دو خالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی شروع میں لوگوں نے اسی طرح کا سلوک کیا، خدا کا شکر ہے کہ تھاری وجہ سے اچھے اس ابتداء سُنت کی سعادت فضیب ہوئی۔

بھاں حضرت غلام سلیمان صاحب کا جلال شور تھا وہاں حضرت سید صاحب کی یک قیمتی تھی کہ ساری زندگی خصہ نہیں ایسا، ائمہ جل شانہ نے کرم خاص سے جلال اس کو مکے ساتھ حضرت سید صاحب کے رحمت کے ویسے مندد کو وابستہ کیا، حضرت

سید صاحب احباب پر بہت کرم خاہ ہوتے، انہما خلگی مزونی سمجھتے تو فرماتے ہیت بے اوبو میکن یہ جلد کہنے کے بعد فوراً دیانتے رحمت جوش میں آتا، فرماتے لیکن ایسا میں نہیں بنیا۔

غرض سید صاحب کا خلق سرا پا تمہی تھا، آپ کے کمالات اور خوبیوں کا بیان اسکا سے بہرہ ہے۔

من چر گویم یک رگم ہشیاریت
شرح آں یارے کہ آں رایزنیت

م Gouldat

حضرت سید صاحب اپنے م Gouldat اور اولاد و نسل افت میں زیادہ وقت مرتقبہ میں صرف ذوقاتے اور عداوت عمل کا بہت خیال رکھتے، بخوبی کے بعد تین گھنٹے بیٹھتے، عشا کے بعد تین گھنٹے لوار اسی طرح فجر کے بعد تقریباً تین گھنٹے بیٹھتے، چاشت اور ظہر کے بعد تقریباً ایک ایک گھنٹہ اور عصر کے پندرہ بیس منٹ بیٹھتے، حضرت سید صاحب قرآن شریعت ظہر کے وقت پڑھتے تھے، صلوٰۃ اتسیع اگر سفر میں ہوتے تو ایک مرتبہ ورنہ گھر پر دو مرتبہ پڑھتے، ایک دفعہ دن میں اور ایک دفعہ رات میں حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب اولم اشٹو ضریب فرماتے ہیں کہ حضرت سید صاحب جب کو پہنچہ تشریعت لاتے تو فجر کے وقت ہم لوگ گھنٹہ دیرہ گھنٹہ حضرت سید صاحب

سے اگر عرض کیا، حضرت سید صاحب نے نگاہ کی پھر فرمایا کہ حضرت خنزیر علیہ السلام
تھے، دوسرے دن حسب معمول جب پھر پانی لینے کے تو حضرت خنزیر علیہ السلام
دریے سے باہر کھڑے ہو کر بہشتی مرحم کو بلا نسے گئے لیکن سنوں کا حال ہی جدا ہوا تھا
بہشتی مرحم یہ کہتے ہوئے حضرت سید صاحب کی طرف چل دیئے۔ آج تک اپنے
شہر، جن کے پاس جانے کی برکت سے آپ بلارہے ہیں انھیں کے پاس کیوں
نہ جائیں۔

ایک دفعہ کو ہندہ میں حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب امام اللہ فیوضہ کے تالاب
کے قریب پتلے راستے سے کمی لوگ گزرا رہے تھے، حضرت سید صاحب اگر
اُسکے تھے اور حضرت مرشدنا اور دوسرے لوگ پیچے پیچے تھے، سب لوگ نکل
اُتے، ایک ملا صاحب پیچے پانی میں رہ گئے، حضرت سید صاحب نے ملکر
دیکھا، محبت، شفقت اور استعجائب نے سنبھی کی صورت اختیار کی، حضرت سید
صاحب کچھ اس کیفیت میں بزم زیر اب تھے اور ملا صاحب پانی میں کھڑے تھے
پچھو دیر بعد حضرت سید صاحب نے حضرت مرشدنا سے فرمایا کہ جائیے دیکھیے
کیوں نہیں آتے۔ حضرت مرشدنا ان کے پاس گئے اور پوچھا کہ ”یہاں کیوں کھڑے
ہوچڑے“ لیکن ملا صاحب پر بھی متھی کی کیفیت تھی کہنے لگئے جس بات سے حضرت
سید صاحب پر زیر اب بزم کی کیفیت طاری ہوئی چاہتا ہوں کہ کچھ دیر اور رہے۔

جب کی کیفیت

حضرت سید صاحب پر جب جذب کی کیفیت طاری ہے، تو جب عالم ہوتا۔
جذب کی حالت میں اگر کبھی دوسرے پر نگاہ ڈھانی تو وہ بے خود ہو جاتا، مرفقہ کے عالم
میں بھی گھنٹہ دار یہ گھنٹہ کے اندر اکثر بیس ہوچیں مرتبہ یہ کیفیت طاری ہو جاتی، ایک
وہ جب کہ حضرت سید صاحب کو ہندہ میں حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب امام اللہ
فیوضہ کے مکان پر تشریف فرماتھے۔ آپ پر جذب کی کیفیت طاری نہیں، عصر کی نماز
کے بعد جہاں اک پتھری فرماتھے وہاں سے اٹھ کر جزوی تھتے کی طرف تشریف
لے گئے اور غرب کے قربت نکل بے ہوشی کا عالم رہا، غرب کی نماز اسی
کیفیت میں ٹھپھی مرفقہ کے بھلکے لیٹ رہے، مخنوٹی دیر کے بعد چاپائی سے نیچے
ہاتھ بڑھایا حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب امام اللہ فیوضہ نے سمجھا کہ شاید اب یہ
کیفیت کم ہو گئی، جلدی سے چلم بھری، حاجی سیم اشٹہ صاحب نے چار پانی کے
پاس چلم پھونکنا شروع کیا تو ان پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو گئی، حضرت مرشدنا
نے ان کو سنبھاننا چاہا، ان پر بھی عنشی طاری ہو گئی اور دونوں سخت سے نیچے گر
ڑپے۔ حضرت مرشدنا طری دیر کے لیے بے ہوش ہوئے پھر ہوش آگیا، حاجی
سیم اشٹہ صاحب کے وصی کی بزر جب کھر میں بہنچی تو رکھیوں نے حضرت مرشدنا
کی بہنچیوں کو جو روٹی پکھاتی تھیں مجبور کیا کہ چلو حاجی جی کو دیکھیں، وہ دروازہ کے سامنے

سے آری تھیں کہ ان پر بھی جذب کی کیفیت طاری ہوئی، حضرت مرشدنا کے والد تھے
انہیں پڑھ راندر لے گئے، حضرت سید صاحب نے اپنے کو قابو میں کیا اور اٹھ بیٹھا
کیفیت میں حضرت سید صاحب پر شعر طریقہ رہے۔

ساز آباد خدا یاد ویرانے را
یادہ مہر بتاں زیج سلانے را

کشف و انتراح

حضرت سید صاحب کو کشف و انتراح کے لیے کیفیت طاری کرنے کی حضرت
دُڑپتی بھلی آنکھوں سے وہ باقی مشاہدہ فرماتے جو بڑے بڑوں پر کیفیت و تغیراتیں
ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک دن ایک شخص جس کا لڑکا لاتپر تھا، حضرت مرشدنا حامد حسن
صاحب بادام لشکر فیوضہ کے پاس آیا، حضرت مرشدنا نے حضرت سید صاحب سے
اس بجبور باب پل کی کیفیت بیان کی، حضرت سید صاحب نے حضرت مرشد نے
کہا کہ اس بڑے سمندر پار کونسا ملک ہے، حضرت مرشد نے عرض کیا امریکہ، حضرت
سید صاحب نے فرمایا۔ لڑکا اسی ملک میں ہے، یہ لوگ کالے میں وہ تو گوارا ہے
کہاں لے کر زمین کھو رہا ہے۔ وہ تو پڑھا لکھا ہے کہ اس کا کوئی خیال نہیں
ہے، اس کے چار مہینے بعد امریکہ سے اس لڑکے کا خط آیا۔

ایک دفعہ حضرت سید صاحب کو ہندو میں تشریف فرمائے، شیخ عبدالرؤف

زوف بہ عوکے والا صاحب حضرت سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے اور
شیخ جی کے ٹبرے بجان کے لیے جام القبیان کے عرض میں بدلاتے وصالی دخالت
کی حضرت سید صاحب نے کرشمش کی کھنسلب ہو جائے لیکن ریڑھ کی
ٹہری میں خون جنم گیا تھا اور درج لاعلاج ہو چکا تھا، اس لیے حضرت سید صاحب
نے مجبوری کا انعام فرمایا، حضرت مرشد نے عرض کیا کہ غریب نے بہت دوڑ رکھو
کی، آخر کی نفع ہوا، فرمایا نفع یہ ہوا کہ اس نہ کوئی پچ پیدا ہو گا تو انشاء اللہ سے
یہ عرض نہ ہو گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سید صاحب تشریف فرمائے، حاضرین میں
کسی نے دیافت کیا کہ اجکل قطب مارکوں میں، لوگوں نے مختلف کاموں کے
ساتھ قیاس آرائی کی لیکن حضرت سید صاحب نے اس کی تردید فرمائی اور کہا
مکر مختلط میں وہ بر بینہ فیقر چو گلیوں میں گھوما کرتے ہیں، وقت کے قطب مار ہیں۔
حضرت سید صاحب نے گوبنڈا ہریادہ تعلیم نہیں پائی تھی، کبھی سخنے کی
ضورت پیش آتی تو انہما کو اروکے الگ الگ حروف میں تحریر فرماتے لیکن لفظ
بالنی کا حال یہ تھا کہ جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو بعید صفو و سطركتب کا حوالہ دیتے
ایسا سلوم ہوتا گیا علوم و فنون کے ذوق آنکھوں کے ساتھ کھلے ٹپے ہیں۔

تصریف کی قوت

حضرت سید صاحب کو تصریف کی جو قوت حامل تھی، وہ بیان سے باہر

کرو نیا بڑی کرامت نہیں اس پڑھت مرشدنا نے بطور تھفار عرض کیا کہ یہ کرامت نہیں تو حضرت پھر اس سے بُری اور کرامت کیا ہر سکتی ہے، حضرت سید صاحب نے فرمایا کہ اسست یہ ہے کہ دوزخی کو ابھی بنایا جائے۔

کارنامہ

حضرت امام ہبائی مجدد العفت شافعی، شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشہ بندری سے کو اندر ارجح النہایت فی البدایت کے اصول پر جاری کر کے اس کی تحریک فوائی تیکن حضرت سید صاحب کا کارنامہ یہ ہے کہ باقی تمام بُرے مسلسلوں کو اندر ارجح النہایت فی البدایت کے اصول پر جاری کر کے اس کی تحریک فوائی طریقہ عالیہ شیخیہ کو اندر ارجح النہایت فی البدایت کے اصول پر جاری کرنے کا واقعہ نہیں ہے کہ حضرت سید صاحب کو نہیں میں حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب امام ائمہ فیوضہ کے میان چبورہ پر تشریف فرماتے، ایک دن آپ کے ہی میں یہ بات آئی کہ طریقہ عالیہ شیخیہ کو بھی اسی اصول پر لئے حضرت مجدد العفت شافعی سے پیشہ نظر سے صلاح کی ابتدا ہوئی تھی اور قلب پر انتہا، حضرت مجدد العفت شافعی نے اپنی تعلیم کا مسئلہ قلب کی صلاح سے شروع کیا اس لیے جملہ دوسروں کی انتہا ہے وہاں ان کی ابتدا ہے، اسی بندر پاس طریقہ کے بزرگ اسپلی، ہی سمجھتے ہیں وہ شے علما نے میں، جو دوسرے طریقہ کے متینوں کو کہیں آخر میں جعل ہوتی ہے، اسی لیے اس طریقے کو اندر ارجح النہایت فی البدایت میں انتہا کا ابتدا میں دفعہ برگاتا ہے۔

بُنے، اس کے باوجود حضرت سید صاحب بہت کم تقریف فرماتے، ایک دفعہ حضرت مولانا غلام سلیمانی صاحب حضرت سید صاحب کی قیام گاہ پر تشریف لئے مکان کے قریب ہی پچھے قبریں تھیں جن پر عذاب ہر رہا تھا، حضرت مولانا مصروف نے فرمایا میر صاحب! آپ یہیں رہتے ہیں لوران لوگوں پر عذاب ہوتا ہے، پھر حضرت مولانا مصروف نے توجہ فرمائی، انشہ جل شانہ نے آپ کی توجہ کی بکری سے ان مردوں کو سنجات بخشی۔

آں دعا کے شیخ نے چون مرد عاست
فانی است و گفت او لگفت خدا است
چوں خدا از خود وعا و گد کشنہ
پس دعا لے خوش را چل روکشنہ

کرامت

جب حضرت سید صاحب کو نہیں تشریف لاتے تو عصر سے پہلے یا عصر کے بعد تالاب کی طرف ٹھلنے تشریف لے جاتے، عصر سے پہلے جاتے تو نماز تالاب پر ہی طریقہ، حضرت مرشدنا حامد حسن صاحب امام ائمہ فیوضہ فرماتے میں کہ ایک دن میں نے بزرگان دین کے کشف و کرامات کے پچھے قھقہے سنائے حضرت سید صاحب خاموشی سے سُننے رہے، اس کے بعد فرمایا کہ مردہ کو زندہ

چلائیں جس اصول پر حضرت امام ربانی مجبد والعت شافعی نے نقشبندیہ سلسلے کو چلایا۔ پڑو
یرخا۔ طریقہ کے امداد میں فرمائیں گے یا نہیں، دوسرا بارہ منٹ تک خاموش ہے اسکے
بعد تو وہ کی طرف رُخ کیا اور فرمایا میں نے حضرت خواجہ صاحب سے دریافت کیا تھا
حضرت خواجہ صاحب نے بہت خوشی سے اجازت دی، اس کے بعد ناسوت ملکوت
کی پہلی توجہ دی پھر تخلیقات بدی تعالیٰ کی توجہ دی اور فرمایا اگر روشنی پر ہمگی تخلیقات
کام شابدہ بروشنی کے نہیں ہو گا، تخلیقات باطن تھاں ہا لفظ اس تمام پر مجاز ہے

بیعت کی رسم کو ختم کرنے کی کوشش

حضرت سید صاحب مرتوج پیری مریدی کو پسند نہ فرماتے تھے اسی بنا پر
اپنے کاشش کی کربیعت کرنے اور مرید ہونے کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے اور
بغیر بیعت ہوئے بھی طالب اپنی نزولیں طے کر سکے میکن اطاائع عشرہ کی قدم
کرنے کے بعد بغیر مرید کے آگے کارڈی چلنے شکل نظر آیا، اس پیسے مجبوراً اطاائع
عشرہ کی قدم ختم کرنے کے بعد تمام قوبکی توجہ سے پہلے بیعت کو ضفری قرار دا

محافظہ علوم ہونا

اشد جل شان نے حضرت سید صاحب کو محافظہ علوم کے لقب سے بھی فراز
فرما، محافظہ علوم کا کام شریعت و طریقت دو نوں علوم کی خانلت سے متعلق ہوا

ہے۔ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف حاصل تھا، اس
یہ انشا اللہ جوں ہوں حضرت سید صاحب کے سلسلے کی تبلیغ کا دائرہ
ویسیع ہو گا۔ شرک و بعاثات کا ہتھیصال ہو جائے گا، شریعت و طریقت کا عظیم
سے ایک ذوزسرے کی ضمیم بھی جانے لگے میں پھر سے چولی داس کا ساتھ ہو جائیگا
علم و عمل اور محبت و اخلاص کے صحیح اور سچے پیکر سامنے آئیں گے جس سے دیکا ایسا
ہو گا۔

قطب ارشاد ہونا

حضرت سید صاحب اپنے زمانے کے قطب مداری نہ تھے، اشد جل شان
نے آپ کو قطب ارشاد کا درجہ بھی جس کا کام رشد و پہاڑت سے متعلق ہوتا ہے عطا
و فرمایا تھا، اولیا سے اتنے یہی سبیلیں بہت کمی ہیں جن کو یہ دوںوں شرف
حاصل ہیں، قطب مدار سے عالم خالی نہیں رہتا، ایک جاتا ہے دوسرا اتر ہے لیکن
قطب ارشاد کا ہر وقت موجود ہے ضروری نہیں، اس کی روحا نیت اپنا کام کرنے
رہتی ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج حضرت سید صاحب کو کچاس پچپن برس ہو
گئے پھر بھی آپ کی روحا نیت ایمان و معرفت اور رشد و پہاڑت کا نور پہنچا ہی ہے
حضرت سید صاحب فرماتے تھے کہ میرے بعد کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں،
یہ زندگی کا میں نفس کی بنار پر کہہ رہا ہوں، نفسانیت میرے اندر نہیں، جو کچھ کہتا ہو

تخاری بجلائی کے لیے آتا ہوں۔

حضرت ٹرس پیر صاحب اور حضرت سید صاحب

حضرت سید صاحب بیشتر اپنے کو اولیائے سابقین میں سے حضرت شیخ عبدالقدار جیلانی سے تشبیہ دیا کرتے تھے، اتحکی دو انگلیاں جس طرح متصل ہیں اشارہ کر کے فرماتے کہ میں اور حضرت ٹرس پیر صاحب دو فوٹ لیے ہیں پس، جہاں آپ ہوتے ہیں مجھے بھی طلب فرمائتے ہیں اس لیے کہ جس طرح حضرت علی کرام شریف آئمہ اہل بیٹت اور حضرت ٹرس پیر صاحب اصالۃ مقام و لایت پر بلند فرانے کا منصب رکھتے تھے اسی طرح حضرت سید صاحب کو بھی پیش روٹ حاصل ہوتے ہیں مگر اولیائے امت کو اصالۃ شرف حاصل نہیں تھا یہاں تک کہ حضرت امام ربانی مجدد العث شافعی شیخ احمد فاروقی سرہندی اپنے کو اس خدمت کی انجام دہی میں حضرت ٹرس پیر صاحب کا نائب تواریخی ہے، لکھتے ہیں کہ حاصل ہیں یا کام حضرت ٹرس پیر صاحب کی روحا نیت سے والبستہ ہے لیکن محظوظ کو یہ خدمت نیابتادی اگئی ہے اس کے عکس حضرت سید صاحب اس خدمت کی انجام دہی کے سلسلے میں اپنے کو حاصل پاتے ہیں چنانچہ ایک مزار کے متعلق گھومنگی، حضرت سید صاحب دہاں جا کر کھڑے ہو گئے، لوگوں نے دریافت کرنا شروع کیا کہ کیا صاحب مزار وہ تھے، حضرت سید صاحب نے ارشاد فرمایا تھے تو نہیں بگاہ ہو گئے۔

پرکریاں کارہا دشواریست

اسی طرح حضرت نسید صاحب کو پیضیلت بھی حاصل ہے کہ جس طرح حضرت امام ربانی مجدد افت شافعی شیخ احمد فاروقی سرہندی اپنے وجود خاص کے لیے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ بنتی طبیعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، حضرت سید صاحب بھی پیش روٹ پر رکھتے ہیں۔ پورے طور پر رکھتے ہیں۔

سلسلے کی تسلیخ و اشاعت

حضرت سید صاحب ایک دن اپنے گوشہ خاص میں دخنوں وار ہجھتے اتنا دھرمیں خیال آتا کہ میں ایک گوشہ نہیں غریب آدمی بُول، معلوم ہوا تھا یہ سلسلہ ذات خصیت کب ہی محدود رہے گا، اور یہ نیت بصیرت غم نہ ہر جمل، لیکن بشدت خداوندی نے خوش فرمایا، معلوم ہوا کہ انشہ جل شاذ اس سلسلے کو شرق سے غرب تک عام کیا گے انشہ جل شاذ کا شکر ہے کہ حضرت سید صاحب کی برکت اور حضرت مرشد نا عاجز من صاحب لوعہ اشہ فرضکی سی و کاشش میں کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں، آج ہندوستان کا شایدی کرنی بُرا گوشہ ایسا ہو جائے اس کی تسلیخ نہ پہنچی، ہر لوگ اس سے متصل نہ ہوئے ہوں، وہ وقت دو زینین جبکہ انشہ اللہ نہ صوف بندوستان بکر بہ بکریں اس کی اشاعت پہنچی ہو گئی۔

ارشادات

(۱) تصوف کی حقیقت واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "تصوف حملہ میں سور
ہنے اور احسان کا دوسرا نام"

(۲) شریعت و طریقت کافی بھاجاتے ہوئے ارشاد فرمایا: "شریعت نام ہے
سفر کرنا ظاہر سے باطن کی طرف اور طریقت نام ہے سفر کرنا باطن سے طرف ظاہر کے"

(۳) پیری مردی کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: "پیری مردی اور لوگوں کا کام ہے،
میر کام ہے خدا کے طالب کو خدا کے پاس پہنچا دینا"

(۴) کرامت کے متعلق ارشاد فرمایا: "مردود کو زندہ کر دینا طبی کرامت نہیں بلکہ
کرامت ہے دوزخی کو بہشتی بنادینا"

(۵) عرس کے بارے میں ارشاد فرمایا: "مغرب کے وقت جنفا تحریک ہے میں
یہی عرس ہے۔"

(۶) ریاضت و مجاہدہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ "اب ریاضت شاق ضروری نہیں
ہے، بلکہ بیٹھنے فیض کا انتظار کرنا ہے"

مردین کے اسمائے گرامی

بنگال

۱۔ بنجین بُوا

۱. نظام الدین صاحب	فرید یوپ بنگال
۲. امامت ائمہ صاحب مرحوم	بنگال
۳. عید و بہشتی مرحوم	"
۴. فرید مرحوم	"
۵. حاجی سید ائمہ صاحب مرحوم	صبر جد، ضلع جونپور
۶. الی بخش صاحب مرحوم	"
۷. حسین علی مرحوم	بلقی پور، ضلع عظیم گڑھ
۸. حضرت سولی عبید الصمد جبار مرحوم	کہنڈہ، ضلع عظیم گڑھ
۹. سولوی عبد اللہ صاحب مرحوم	کٹمنڈی، لکھنؤ
۱۰. جناؤ مرحوم	جلال پور
۱۱. فزیر مرحوم	"
۱۲. حضرت مرشدنا کی امیہ	
۱۳. حضرت مرشدنا کی بہیرہ	
۱۴. حضرت مرشدنا الحراج الحافظ حامی حسن العلوی امام ائمہ فیوضۃ	

کلمات طیبات

سوائچہ حیات حضرت سید عبدالباری شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا میں نے مطالعہ کیا
کہ میں فوجوں کا شتیں تھیں ان کو درست کرایا تو سلیمان اس سے بیش از بیش
فائدہ حاصل کریں اور اپنے آپ کو حضرت سید عبدالباری شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا
صحیح نمونہ بنانے کی کوشش کریں۔

حضرت سید عبدالباری شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات میں چھاس سال
کی تاریخی وجہ یہ ہے کہ میں ظاہر ابے یا رومنہ گوارنخا، عدیم الفرصتی، کاشتہ کلاری کا
بیٹھی، دیہاتی زندگی اور چھارس انڈیشے سے کہ اس کی اشاعت سے لوگوں کا جوام
ہو گا شائع نہ کر اسکا اب خدا کے فضل سے بہت سے مرکز ہو گئے ہیں، اُدی
سب تقسیم ہو سکتے ہیں اور میرے یہاں جو کام کا زیادہ اندر ہے نہیں۔ میری عمر ۴۲ برس

کی ہو گئی ہے، تو افضل ہو چکے ہیں، ہیری طرف سے دوسرا ہو گا اس کام کو
کرتے ہیں، اب کام آسانی سے چل سکتا ہے۔
احمد شہ کو حضرت سید صاحبؒ کی عاقد کردہ ذرداری کی حد تک پوری ہو
سکی، خدا اس سرماہی آخرت کو قبل فنا ہے۔ واللہ فیضی الاباضہ و ہنائم التحال

حامد حسن علوی غفرل ولادمیر



وَصَایا حَرَضْتُ مُشَذَّبَهُ
وَ
مَوْلَانَا حَفَظْهُ حَامِدُونَ عَلَوِي رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خَمْدَهُ وَنَصْلَى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
 اَمَّا بَعْدُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقُوَّا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ
 الْوَسِيلَةَ وَبَاجِهُمْ دُوَافِ سَبِيلَهُ لَعَلَّكُمْ تَقْلِبُوهُنَّ
 اَشَدَّ رَبِّ الْفَرْتَ کے نزدیک قبولیت اور محبوبیت کے کچھ اصول ہیں
 جن سے بلند عزائم والوں کو آراستہ ہونا اور کچھ معمومی اور ناکامی کے اباب ہیں جن
 سے اصحاب فہم کو پہنچنا اور اختراز کرنا ضروری ہے۔
 (۱) بنیادی چیز جس سے ہر بنیادی کی ابتداء ہوتی ہے، خوف نداہے انسان ہیں
 اگر خوف خدا نہ ہو تو کسی طرح کی قبولیت ممکن نہیں۔
 (۲) محبتِ الہی ترقی اور عروج کا بنیادی سرچشمہ ہے جو اصحاب محبت کی صحبتوں
 سے آسانی سے حاصل ہتا ہے۔
 (۳) اخلاص، اشد کی رضا اور اطاعت کے جذبہ سے عمل کی ابتداء ہوئی چاہیے۔

سلسلہ کا تعارف

حضرت مجدد والفت ثانی شاہ ولی ائمہ صاحب اور امیر المؤمنین حضرت سید الحمدلہ
 کی شخصیتوں اور ان کے پاک کارناموں سے سہن و سلطان ہی نہیں بلکہ سارا عالم واقعہ ہے
 حضرت سید عبد الباری شاہ، حضرت مولانا غلام سلماںی صاحب، صرفی فتح علی حنفی
 اور صرفی فوج محمد صاحب کے واسطے سے اس سلسلے سے والیت ہیں، آپ کے متولیین
 اندراجِ النہایت فی البدایت کے اصول پر کاربند اور نسبتِ حوفیہ کے حامل ہیں۔
 چشتیہ نظاہیر سلسلے سے آپ کا تعلق حضرت شاہ نینڈا احمد صاحب بریوی کے
 واسطے ہے، دیگر سلاسل کے ائمہ سلاسل نے اویسی طریقہ پر آپ کو خود اجازت
 خلافت نہیں۔

وَاتَّدْخَصْ بِرَحْمَةِ مِنْ يَشَاءُ

اگر یہ چیز متفقہ ہیں تو جو لوگ ان صفاتِ عالیہ سے مشصف ہوں ان کی محبت سے
یہ چیزیں ماحل پہنچتی ہیں۔
(۱) مسنونہ اور مأثورہ اسنال میں کسب اور مجاہدہ ترقی کی راہ کھولتا ہے اور خاصیں
کو دفع کرتا ہے۔ صفاتی باطن کے لیے فلکت لازمی ہے۔ اس سے حال تمام ہے۔
(۵) اصحاب تقویٰ کے اپس میں اخلاص و محبت سے متحابوں فی اللہ کا نصر
ستھن ہوتا ہے۔

(۱) حبِ زیناب سے بنیادی خامی ہے جس سے احتراز کرنا لازمی ہے۔
(۲) اختلاف جمیعت کو پر اگنہ کر دیتا ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ اپس
میں اگر کسی بات میں اختلاف ہو تو خاموشی سے اس کا تارک کرنا چاہیے جو غلطی
پر ہو اسے محبت آئیز لجھ میں سمجھنا چاہتے ہیں تاکہ اختلاف بڑھنے پر اسے اور اپس کی
محبت میں کوئی گلزاری نہ ہو۔

(۳) نیابت اور خلافت میں الہیت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ محض آبائی دراثت
کو بنیاد بنا نے سے مستقبل ارکیک ہو جائیگا۔

(۴) نسبت صوفیہ کی تکمیل کے لیے اصحابِ نسبت کی تعلیم و تکمیل اور ان کا احترام
لازمی ہے۔

(۵) ریاضت شغل و اسنال کا ماحل تقربِ الٰہی ہے۔ قدم سعی بیشتر برداشناک
جنت الفردوس، دیداب خدا ماحل ہو۔

۱۱۱) سعدؑ نے اجابت کو چاہیے کہ معاملت اور مسابقت کے غلط اثرات سے
متاثر نہ ہوں۔ اپس میں اخلاص اور محبت کا برتاؤ رکھیں اور اپنے کو الامم الطریقۃ خیرت
سید عبد البشاری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید خیال کریں کہ اس سے بے شمار فائدے
ہیں۔ وَ مَا عَلِيْنَا إِلَّا اُبَلَاغٌ

وَسْخَطٌ

حامد حسن صاحب علوی رحمۃ اللہ علیہ
۲۹ ربیعان المبارک ۱۴۲۳ھ

پیغمبر معلم

از شیخ طبیعت غوث نماہ دینا و مرشدنا الحج احاظ حضرت مسلمان محمد سعید حجاج بن عقبہ
محمد و فصلی علی رسولہ الکریم و ماید کو الا اذوا لاب و مایذد کللا
من یعنی

ہوا مکمل دراع و کل داع مسئول عن دعیتہ کا حکم صادق اور بیان حق لاذقی او ضروری
جانے۔ ہدیہ چھپا ہو یا برا اپنے موقع و مقام کی ذمہ داری قائم رکھے اور جہاں تک
ممکن ہو اختلاف سے پچے شکفتگی، نشاط اور خوشی، ہر عمل، ہر قدم، ہر حالت میں
ضروری ولازمی ہو، فاہنے باہیں، آگے پیچے نگاہ رکھنا، تھکنے کے لیے نہ ہو بلکہ اس
یقین و اذعان کے ساتھ عمل ہو کہ اپنی خوبی سے خوبی ہے، اپنے کام سے کام، ہر
شخص کو اپنے عمل کا نتیجہ خود کرنے سے ملے گا۔ کوشش چاہیے کہ ملکیں کا ایشارہ
بنفسی، فتویٰ اور واضح پیار ہے۔ جو سچ ہوا شد کے لیے، جو کام ہوا کسی اطاعت
کے لیے، جو غرض ہوا سکی رضا کے لیے، جو مقصد کی نہایت ہو، وہ ہو۔

جماعت میں اچھے بھی ہوتے ہیں اور خراب بھی مخلص بھی ہوتے ہیں اور غیر بھی
جماعت چھپوڑے بڑے ہر قدم اور ہر انداز کے لوگوں سے بنتی ہے مگر چاہتی ہے کہ جو
قدم اٹھے پیچے نہ رہے، جو اہم ہو، آگے چلے، دو لاکھ نہیں، زیچھے ہے

دریں و رطکشتی فروشہ بہار

(ایک برقی نسبیہ ہے) کہ پیدائش تخت نئے برکتار

بہترے اٹھے، کٹرے ہوئے، چلے، دوڑے، منزل کے قریب تک مہینے
ولے ہی ہوتے ہیں کہ جب کچھی بضیبی استفادہ ہو جاتی ہے اور ہدیہ کے خرداں میں ٹپ
جا تے ہیں، خوش بضیبی اور سعادت یہ ہے کہ انسان ست قسم الاحوال اور خاتمه بخیر کا
پورے خوف اور رجاء کے ساتھ خیال رکھے۔ جب خاتمه بخیر ہوا، ساری سعادتیں

مرشدنا کے چند خطوط بنام مولانا مخلصہ الرحمۃ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

محبی! اسلام علیکم

احمد شد بخیرت ہوں خطاب حالات سے آگاہی ہوئی خوشی ہوئی کہ آپ
حضرت چنگنے جگانے والے بننے کے لیے کوشش میں۔ اللہ جل شانہ تعالیٰ نے
آئین، ہر کسے را ہر کارے ساختہ کے پیشِ ظرف مختلف الہیت و صلاحیت والے
اپنی اپنی الہیت اور صلاحیت کی انعام دہی میں کو تباہی کرنے سے اور اسے حق سے
فاصل سمجھے جائیں گے۔ تقریبات کی الہیت اور حنات الامر میں فرک جانے سے
اعلیٰ منصب کے حق کی ادائیگی کی ذمہ داری کیسے ادا کر سکیں گے۔ روٹی بوٹی کی دودڑ
میں ادا تینیں نے جو کروادا اسکے ہیں وہ قابلِ حرمت و استعجاب میں۔ رو حانیمیں
کے مناصب ان کے مارچ متحاب السنات میں صرف کھانا اور وقت گزارانے
بلکہ کروار نہیں کہا جاسکتا۔ سدرہ و طوفی کی رائیں، تقریبات کے سازال طے کردہ و
بیان کردہ ہیں۔ ان پر لکھنا، ان کی کاوشوں میں وقت گزارنا کچھ خواص کا منصب
ہونا چاہیے۔

سے مشکور کی خوشی کا شرودہ بنیں گی اور سلام اسلام کی بہار پیش نظر گی۔
ہوشیار ہی طبود کی میراث ہے، بخوبی نہ پائے، سابقین و تغیرین کے
اخلاف ہو، ناخلفت نہ کمالے جاؤ سباؤ اکھو کرانوس نہ کنٹا پسے، بخوبی روانہ
پڑے پھر با تھلے ملنے اور انسوس کرنے سے کیا حامل، جب و قت عزیز شائع ہرچا
اور قدر کے اوقات میں بھروسی رہ جائے۔

شیطان ہمیشہ کا ہملا ہوا دشن ہے۔ اس کی چالوں میں نہ آنا، اس کے سہلاوے
میں رُطپنا۔ اس کے دھوکے سے ہمیشہ ہوشیار رہنا۔ وہ لختیں کھل دیتیں لا
قیللا کہ کرایا ہے۔ وہ ہمیشہ گھات میں ہے اور تاک میں پھپلانے کے لیے بہت کی
چالیں چل سکتا ہے اور گراہ کرنے کے لیے ہر طرف سے آواز دے سکتا ہے۔ ان
عیادی نیس لک عیَّاهُ سلطان و کفی بَرِيلَك و کیلہ کی تائید اور سعادت کے
اہل بنیں کر یہ طبی کامیابی ہے۔ و ماتوفیقی الا بِاللّهِ عَلَيْهِ تَوْلِیٰتُ وَاللّهِ اَعْلَمُ



سکتہ ہے اور بن سکتا ہے۔ لگ کہ بڑی باتوں کو سمجھنے کی طرف دھیان دیں۔ لاءُ تَعْقِيم
کھلی ہے، مقرر ہیں تک و دو میں ہیں۔ اللہ جل شانہ پر ہم لوگوں کو بیش از بیش غایب
سے نوازے و ماذا اللک علی اللہ بغیز

وَسَلَامٌ

محمد سعید خاں
۶ مئی ۱۹۷۰ء

لے ٹاکر لائے تو اس ندق سے مرتے پھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
بلند پروازی، بلند حوصلگی، اعلیٰ کردار والے کہاں پائے جائیں گے۔ اگر کمزیر
اسلام اشاعت اس کی جگہ نہ ہو گی۔ سجدہ مہمی نام کے لیے نہیں بلکہ بہتوں کی ہوتا
کی ایسیدیں وہاں سے بندھنی چاہتے ہیں، ہدایت کی پاسین بخنانے کے لیے کوئی بھر
ہو جہاں یہ پیاسے سور و ملخ کی طرح حضیرہ شیریں کے پاس جمع ہوں۔ اللہ جل شانہ
نے جو حق اور دو فہمی بعض الہول کو دی ہے اس سے عرفان کا کام نہ یاگیا کیا تو
پڑے افسوس کی بات ہو گی۔ حظیرہ التحصیں، ملاد اعلیٰ اور افسوس قدیسی سے روابط اعلیٰ
کردار والوں کے خاص ہیں۔ جن بیداری کے کمزوروں میں یاد والوں کی شستہ ہو
قدسیین کی فردگاہیں ہیں غفلت شماری مذہوم ہے ضیوفِ غمیبیہ کی ضیافت
اور ان کے احترام کا حاظر رکھنے سے مقام بالا سے رسائی آسان ہوتی ہے۔ بڑوں کا
شیوه جزو دموز سے خوش ہونا نہیں، ان کا شیوه رضاۓ الہی، تقریبات کے نازل
قبولیت حامل کرنا، اس کے لیے تنفس باقیت را فرندگی سہوار نیست کو حفاظ
میں رکھنا، زندگی کی ہر سانش پر خیال رکھنا ہے کہ غفلت سے نگز رے، اسیکا
نہ ہو۔ اوقات میں ٹربی برگزیدہ سعیتیں گز رجاتی ہیں ان سے محرومی نہ رہے۔ اللہ
تعالیٰ سے تعقل و اسن سے ضبوطی کا ہو۔ یاس کی گنجائش نہیں۔ ابھی حیات کے
لمحے باقی ہیں۔ اس نے حوصلے دیکھے، قبولیت نے سبقت کی۔ بہت کچھ مل

مجی ۱ السلام علیکم

چیز ہے۔ اشتبہ شانہ اوقات کے قدر کی سعادت نصیب فرمائے اور بڑی ہمت کے ساتھ توفیق دے کر ہر سویفٹ کو ختم کر دیا جائے اور نظام اوقات ایسا تھیں ہو کہ انسان کی زندگی معلوم ہو کر قید و بند کی زندگی ہے کسی لمحہ عمل سے فرست نہیں اور کام سے غفلت نہیں۔ راحت کا مقام سالشوں کے ختم کے بعد ہے۔ راحت کی زندگی کی اشتعالی سعی شکر کی جزا ہے۔ فانی حیات میں دائمی حیات کے لیے کہنا ہے اور کرنا عمل اور حرکت حیات کے لوازم میں سے یہیں جس طرح بعض کی پیش اگر بند ہو جائے یا خلل پدیر ہو جائے تو قوام حیات منظم نہیں رہ سکتا۔ تھیک اسی طرح عمل ہیں خلل نظام حیات کو کھو کھلا کرنے والا اور پرانگی کا باعث ہے۔ جہاں تک ممکن ہو اوقات کی پابندی ہر عمل کے لیے لانش جانی جائے کسل تو کام سے اختاب کیا جائے اور ستمد نقال شیرازہ مجتیح کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ پابند لوگ قبولیت کی راہ پر روان و دوان اصحاب ہم عالیہ کی جماعت منظم ہو سکے جو بیداری اور عمل پرکری میں ایک دوسرے سے سابقت کرتی، اخلاص محبت سے کام کی انجام دی کرے۔

بے عمل کا روگ انسان اور انسانیت کی نیت جنمک اور تباہ کی ہے اس کا اندازہ کھو چکنے والوں سے کیا جاسکتا ہے۔ کسی کا اختت گیا اور تماج کوئی بخوبی نہیں کاشکوہ کر رہا ہے، کوئی سب کھو کر عضو ضلع اور عطل بن رہا ہے۔ جس بھگ تقریبات کی خوشیاں ہوتی تھیں اور ولایت ملتی تھیں جہاں کے اشادوں کو قیصر کی

احمد مشد خیریت ہوں، ملغوف خط ملا، حالات سے آگاہی ہوئی تاثر اور عمل پر استعمال کی طرف توجہ مزید بخوبیت طبع اور سعادت نفس کا ثبوت ہے اشتبہ شانہ اس خوبی کو قائم رکھنے تاکہ اشتبہ رضا کا مושرا انداز نفس میں تاکم اور جاگزیں ہو۔ انسان کا بے لیست و لعل عنبه اور زندگیست کا جذبہ آئندہ ترقی کے لیے شگون نیک ہے، امید ہے کہ طمانیت نفس کا مردہ اشتبہ جلد فضیب فرمائے۔ کسی قدم کی مقام پر کتابے نہایت سیر و سفر کی تکمیل کے لیے مناسب نہیں ہے۔ ہر صبح کیا خیر لائق ہے پر شام کیا سعادت سے بھری ہوئی ہے اپل عمل، بے تاب جذبات عمل سے پر، وارثکی کے ساتھ صبح و شام خیر و سعادت کے فضیب ہونے کے لیے دست بدعا ہوتے ہیں اور شر اور خرابی سے پناہ کی دعا مانگتے ہیں۔ کوئی محمد سہوا و غلطت سے گزر اور کوئی حرکت اور عمل بے شوری اور بے آگاہی سے انجام پایا تو کارگاہ شیش گران میں بہت تباہی اور پریشانی کا باعث ہے گا۔ هَلَّكَ اللَّسُوْفُونَ ایک بڑی آگاہی ہے۔ ہر چیز موقت ہے کسی تمام پر کسل سے آگے سارے نظام میں خلل کا امکان ہے۔ اسکے اوقات کے ضبط کا بہت بحاظ رکھنا، فعال اور منضبط نفس عالیہ کے لیے بڑی اہمیت کی

اُٹ پٹ سکتے اور ملکت ملکت کے تصرفات نہیں ہوتے، وہاں ممکن ہے آج افسوس کے سوا کچھ نہ ہو۔ یہ دن انخلفی اور بے عمل کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے، اشہق شناز بے عمل اور سُستی سے پکائے۔ سب ہیں حرکت ہے عمل پیدا کرے، کہ زمانہ کا تھا صدر پورا کیا جائے اور ذریسہ داری ادا ہو۔

دِ اسلام
محمد سعید خاں
۱۳ اگسٹ ۱۹۶۰ء

میری! اسلام علیکم

عمل سے زندگی نہیں ہے اور عمل ہی فضل الٰہی کے ساتھ کامیابی کا مدار ہے، عمل کی خوبی بے نفسی ہے غصی اور اخلاص سے ہے۔ عمل کی خوبی کا انداز یوں سمجھنا چاہیے کہ عامل عمل کی انجام دہی میں ایسا محدود متفرق ہو کہ گویا آمر کو سچپم خود اس کے مجال و جلال، بطرت و جبروت، رافت و حمت کے انداز میں ایسا شاہد کر رہا ہے کہ ہر تین حضوری ہے، منجد تو جہات غیرے منقطع ہوں کہ ادائیگی کی ہر حرکت، نشست و برخاست ہوزول و مقابس تعییل کے ساتھ انجام پائے۔ شاہدہ جمال و جلال میں عروج کے اس انداز پر ہو کر گویا ہوئے تجلیات، مدینات تبدیلتے، ایسا گھیرے چھائے اور ڈھانپنے ہوں کہ خود معدوم اور فانی سا ہوئے ہرگز و ریشه اور اسے عمل میں ایسا ہنوا ہو کر گویا خود ہر ایک اپنے وجود سے الگ الگ انجام دے سکتے ہیں، یہ کیفیت تخلیق اور تصور کی آور نہیں ہر فی چاہیے بلکہ سچپم بصیرت و اہرنے پر مشاہدات کی راہیں کھلتی ہیں تو حقائق سکشف ہوتے ہیں کہ حقیقت خود کو منتوں ہے وہ مانی نہیں جاتی۔ تقریب کے اس تمام پر تصور باقی رہتا ہے تخلیق۔ سب فنا ہو چکتے ہیں، جلد ہوائی تلے سمار ہرستے ہوتے ہیں، جب حق ہوتا ہے تو بحل جا چکتا ہو عمل کی ابتداء ہونی چاہیے، جلد تصورات جو از خود آتے ہیں، عمل کے تسلسل سے نکتے

جائیں گے تا انکداں سے صفائی ممکن ہوگی۔ قلب کا شعور بیداری کے اس تمام پر
چونچے گاہماں سے حقیقت کی کرنیں لپتے آثار ظاہر ہرنے لگیں گی۔ عامل کو عمل کی نجات
دہی میں سمجھے رہنا ہو گا تا انکے سائز کے لمحے پرے ہو چکے ہوں اور ظاہری حیات
کے اوقات ختم ہوں جیقی رویت کا تھام سب سے آخری ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ
نفثت نصیب فرمائے (آئین)

والسلام

محمد سعید خاں

۱۳ اگسٹ ۱۹۶۰ء

”
مجتبی ! السلام علیک
امحمد اللہ بنجیرت ہوں۔ بالا کوڑت سے صبح بخیر و نافیت واپس ہوا۔ آپ کا خط
بلال حالات سے آگاہی ہرلئی۔ اللہ جل شاد جذبات بہت کر قبول فرمائے اور بہترین
ثراثت سے زانے تعلقات کی اتواری طبی نعمت ہے۔ منزل کی دُوری اس کیلئے
عمل نہیں۔ شرق اور سیستانیں اللہ جل شاد بڑھائے۔ ابھی کوئی پروگرام طے نہیں کر سکا
حالات مناسب ہوئے تو انشا اللہ طلاقات ظاہری آسان ہو کے جل کام میں شفف
اور قدرمیں بیشتر عمل رہے کہ کرنا بابت ہے۔ اللہ جل شاد اوقات کے قدر کی
 توفیق بخچے اور برکات حاصل کرائے۔ اللہ کی تائید پر عمل کرتے ہوئے ضبط اوقات
کا خیال رکھیں اور اہم کام کے ساتھ طبی ذرداریوں کو جام دینے کے لیے کوشش
رہیں۔ ایک نفس کی بھی اصلاح طبی کا کرگل ہے۔ لوگوں کے ساتھ پرے اہم اور
اہمک کے ساتھ اصلاح کی غرض سے شغول رہیں۔ اللہ جل شاد قلب ہیں بیداری
اور شور بڑھائے اور احباب کو بیش از بیش عمل کی توفیق بخچئے۔ مرکز اسلام اشاعت
کو حقیقی معنوں میں روحانی اقدار پیش کرنے والا مکر زبانے کے کوگ پرے طور پر تنفس
ہو سکیں اور دین کی صحیح خدمت انجام ہو۔ اعمال میں قبریت ہو اور اللہ جل شاد
اپنی رحمت کا فیضان بڑھائے۔

والسلام

محمد سعید خاں

